مسجدِ اقصیٰ

جہاں سے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) معراج پر تشریف لے گئے

ہدیہ ۲۵ پیسے

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ
۱۹ جون ۱۹۷۰ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ
قاری فیوض الرحمٰن

• ایمان واستقامت • تم میں بہتر کون ہے
• نیت کی اہمیت

ایمان واستقامت

۱- قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ (مسلم)

قُلْ - کہو - اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ - میں اللہ پر ایمان لایا - ثُمَّ - پھر - اِسْتَقِمْ ڈٹ جاؤ -

ترجمہ : کہو - میں اللہ پر ایمان لایا پھر ڈٹ جاؤ -

تشریح یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے جو الفاظ کے لحاظ سے نہایت مختصر، مطلب اور معنی کے اعتبار سے نہایت مختصر، مطلب اور معنی کے اعتبار سے نہایت جامع ہوتی ہیں - پوری حدیث یوں ہے کہ آپ کے ایک صحابی — ابو عمر سفیان بن عبداللہ نے آپؐ سے پوچھا :

"یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسلام کے بارہ میں ایسی جامع بات بتا دیں کہ آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ پڑے"۔

آپؐ نے فرمایا :

"کہو ، میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ"۔

واقعی صحابہ کرامؓ استقامت کا پہاڑ تھے - ایمان لانے کے بعد انہیں طرح طرح سے ستایا گیا، تکلیفیں دی گئیں ، آگ کی چادروں پر لٹایا گیا لیکن کوئی لالچ یا خوف ان کے ایمان کو متزلزل (ڈانواں ڈول) نہ کر سکا - یہی مطلب ہے استقامت کا کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے مگر ایمان و یقین میں ذرہ بھر فرق نہ آئے - اسی لئے علماء نے لکھا ہے -

"اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ اَلْفِ کَرَامَۃٍ"

کہ استقامت ہزار کرامتوں سے بڑھ کر ہے -

علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ :

"پورے طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا استقامت ہے۔ (ریاض الصالحین ص۵۵)

تم میں بہتر کون ہے ؟

۲- خَیْارُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَہٗ - (ابن ماجہ)

خَیَارُکُمْ ، تم میں بہتر - مَنْ ، وہ شخص جو - تَعَلَّمَ ، خود سیکھے - وَ - اور - عَلَّمَہٗ ، اسے دوسروں کو سکھائے -

ترجمہ : تم میں سے بہترین وہ ہیں جو خود قرآن کریم سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں -

تشریح قرآن مجید اللہ کا آخری کلام ہے - یہ تمام آسمانی کتابوں کا لبِّ لباب ہے ، اللہ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوا ہے - آپؐ نے بذاتِ خود عمر بھر اسے پڑھا اور پڑھایا ہے - اس کے پڑھنے اور پڑھانے کی بہت فضیلت ہے - ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں - اس کی تعلیم حاصل کرنے والے اور تعلیم دینے والے سب مسلمانوں میں بہترین ہیں - آپ کا ارشاد گرامی ہے :-

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے)

نیت کی اہمیت

۳- اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری شریف)

اِنَّمَا ، یقیناً - اَعْمَالُ - عمل کی جمع ہے - نِیَّاتٌ - نِیَّۃٌ کی جمع ہے -

ترجمہ : اعمال کا دارو مدار یقیناً نیتوں پر ہے -

تشریح نیت تمام اعمال کی بنیاد ہے - آپ نے اس حدیث میں اپنے امتیوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالٰے کے نزدیک ہر عمل کی قیمت عمل کرنے والے کی نیت کے حساب سے لگائی جائے گی - اگر نیت درست ہے تو عمل بھی درست سمجھا جائے گا اگر نیت درست نہیں تو عمل بھی درست نہیں ہوگا (یاد رہے کہ ناجائز کام نیت کے ٹھیک ہونے سے جائز نہیں ہوں گے) مثلاً کوئی شخص نہایت عاجزی سے نماز اس لئے پڑھتا ہے کہ لوگ اسے صوفی کہیں تو اس کی نماز اللہ تعالٰے کو راضی کرنے کی نہیں، بلکہ صوفی کہلانے کی ہے -

ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا :-

"اللہ تعالٰے تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو اور تمہارے صرف ظاہری اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے"۔

خصوصی اہمیت علماء نے لکھا ہے کہ :-

"اسلام کا ایک تہائی حصہ اس حدیث میں آگیا ہے - اصولی طور پر اسلام کے تین ہی شعبے ہیں ، ایمان ، اعمال اور اخلاص — چونکہ یہ حدیث اخلاص کے پورے شعبے پر حاوی ہے اس لئے اسلام کا ⅓ حصہ اس میں آگیا ہے اور پھر اخلاص وہ چیز ہے کہ جس کی ضرورت ہر کام میں اور ہر قدم پر ہوتی ہے یہ بھی جوامع الکلم میں سے ہے - حدیث کی معتبر کتاب — بخاری شریف کا آغاز اسی حدیث پاک سے ہوتا ہے"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ
۱۹ جون ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۵

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

عرب اسرائیل کشمکش

سامراجی طاقتیں اہلِ اسلام کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہیں!!

مشرقِ وسطیٰ میں اینگلو امریکی گٹھ جوڑ اور روس کی مصلحت آمیز پالیسی کے باعث دنیائے عرب کو جن ہولناک اور جانگداز حالات سے دو چار ہونا پڑا ہے محتاجِ وضاحت نہیں ہے۔

عرب دنیا کے عین وسط میں جس دو دھاری خنجر (اسرائیل) کو امریکہ برطانیہ اور دیگر استعماری طاقتیں خوب خوب تیز کر رہی تھیں اس کی ہلاکت خیزیوں سے عالم اسلام کا وجود بالآخر چھلنی ہو کر رہا۔ اور دنیا کے حریت پسندوں کی طرف سے استعماری قوتوں کی سازش گاہ "اسرائیل" کے خطرناک عزائم کی جو نشاندہی کی جا رہی تھی وہ بالکل درست ثابت ہوئی۔

آج اسرائیل کی بربریت و بہیمیت کا صرف عرب ممالک ہی شکار نہیں ہوئے ہیں بلکہ پوری دنیا کے حریت پسند عوام اور فرزندانِ توحید ان غارت گرانِ مغرب کی جفاکیشیوں اور ستمرانیوں سے براہِ راست زخمی ہوئے ہیں۔

اسرائیلی جارحیت کے اسباب کیا ہیں اس کا پس منظر اور پیش منظر کیا ہے؟ اور عربوں کی آزادی سلب کرنے اور دنیائے اسلام کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے سامراجی طاقتوں نے کیا کیا خطرناک منصوبے بنائے ہیں۔ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے چند بنیادی باتیں ذہن نشین کر لی جائیں تاکہ دنیا میں رونما ہونے والے واقعات کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کی جا سکے۔

ایران میں ڈاکٹر مصدق کی وزارت کا تختہ الٹنے کا مرحلہ ہو یا ترکی کے عدنان مندریس اور اس کی جماعت کے اراکین کو پھانسی پہ لٹکا دینے کا سانحہ، نائیجیریا میں سر ابوبکر اور احمد وبیلو کو شہید کرنے کی سازش ہو یا انڈونیشیا میں ڈاکٹر عبدالرحیم سکارنو کا اقتدار ختم کرنے اور وہاں کے تین لاکھ مسلمانوں اور جلیل القدر علماء کرام کو کمیونسٹ قرار دے کر گولی کا نشانہ بنا دینے کا حادثہ، پاکستان پر بھارت کا جارحانہ حملہ۔ غرض مختلف اسلامی ممالک (الجزائر نائیجیریا، ملائشیا، سوڈان، یمن، مصر، عراق، پاکستان، لیبیا وغیرہ) میں روزمرہ جو بحران پیدا ہوتا رہا ہے اس میں کسی نہ کسی طرح ضرور ان سامراجی قوتوں کا اشارۂ ابرو اور دستِ غیب کار فرما رہا ہے اور ان کی انتہائی کوشش یہ رہی ہے کہ مسلم ممالک کے سربراہوں کو رسوائے زمانہ انگریزی ڈپلومیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے مطابق باہمدگر دست و گریباں کیا جائے۔ اور انہیں سبز باغ دکھا کر ایسے ایسے دور از کار مسئلوں میں الجھا دیا جائے کہ وہ اپنے قومی و ملکی ذرائع آمدن، ملکی و ملی تعمیر و ترقی پر خرچ کرنے کی بجائے اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور سامراجیوں کے ناپاک مقاصد کی تکمیل میں صرف کرتے رہیں۔

مشرقِ وسطیٰ کے بحران کا تفصیلی جائزہ لینے سے پہلے ضروری ہے کہ دنیائے اسلام کی صورتِ حال پیشِ نظر رکھی جائے۔

آپ دنیا کے کسی بھی اسلامی ملک کے حالات دیکھئے تو اس حقیقت سے آگاہی ہو گی کہ یہ تمام ملک ضرور کسی نہ کسی انقلاب کا شکار رہے ہیں۔ ترکی کی خلافتِ عثمانیہ کے زوال اور خطۂ عرب کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرنے سے لے کر آج تک یہ اسلامی ملک سامراجی طاقتوں کی گھناؤنی سازشوں اور یہود و نصاریٰ کی خطرناک ریشہ دوانیوں کا ہدف رہے ہیں۔ ان ملکوں کی کسی بھی برسرِ اقتدار پارٹی نے سامراجیوں کے مفادات پورے کرنے سے اگر ذرہ برابر

بھی تامل سے کام لیا تو اس کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور اپنے مفید مطلب افراد کو تختِ اقتدار پر متمکن کرا دیا گیا۔

لیکن ان پے در پے انقلابات نے جہاں ان ممالک کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کیں وہاں یہ فائدہ بھی ہوا کہ اس شکست و ریخت میں عوام کا شعور بیدار ہو گیا اور جمہور کو آدابِ حکمرانی سے آگاہی حاصل ہو گئی۔ چنانچہ آج مصر، اردن، شام، عراق، لیبیا، نائیجیریا، الجزائر، یمن وغیرہ ممالک میں آزادی کی لہر اسی انقلاب و تغیر کی مرہونِ منت ہے۔ اور ان کی مسلسل جد و جہد کو دیکھ کر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر دنیائے اسلام وحدتِ فکر و عمل اور فراستِ مومن سے کام لے کر یہود و نصاریٰ کی شاطرانہ چالوں سے خبردار رہی۔ اور اخوتِ اسلامی اور جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر میدانِ کارزار میں سرگرمِ عمل رہی تو جلد یا بدیر یہ ممالک سامراجی طاقتوں کی گرفت اور یہود و نصاریٰ کی سازشوں کے جال سے ضرور باہر نکل آئیں گے —— اور اسلام کا خورشید جہاں تاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پوری دنیا کو ایک بار پھر بقعۂ نور بنا دے گا۔

بے پردگی کے خلاف افغان علماء کی تحریک

جو شاہِ افغانستان امان اللہ خاں کی تختِ اقتدار سے محرومی کا باعث بنا تھا وہ ان کی بیگم صاحبہ کی ایک تصویر ہی تھی جو ایک گہری سازش کے تحت انگلستان میں قیام کے دوران شاہی محل میں کسی فوٹوگرافر نے اتاری تھی۔ اور پھر ایک خاص منصوبہ کی تکمیل کے لئے اس تصویر کی لاکھوں مطبوعہ کاپیاں پورے افغانستان میں تقسیم کر کے افغانیوں کی غیرتِ ملی کو خوب خوب برانگیختہ کیا تھا جس کے نتیجہ میں پورا افغانستان سراپا تحریک بن گیا۔ اور ایک غیر اسلامی فعل کے ارتکاب پر امان اللہ خان کو عوام کے سامنے گھٹنے ٹیکنے اور اقتدار چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔ بعد ازاں افغانستان کو مختلف سیاسی نشیب و فراز سے گذرنا پڑا۔ وہاں پہلے انگریزوں کا اثر و نفوذ رہا۔ اور اب یہ ملک روس کی ملحدانہ گرفت میں پوری طرح جکڑا جا چکا ہے اور نوبت بایں جا رسید کہ مغربی تہذیب و تمدن اور روسی عمل دخل نے اسلامی تہذیب و تمدن اور شعائرِ اسلام کے ایک ایک پہلو کو تاراج کر دیا ہے۔ وہ مستورات جن کے چہرے سورج کی شعاعوں کی زد سے بھی محفوظ تھے۔ بالکل عریاں ہو کر رونقِ بازار بن گئے۔ کھلے کھلے باپردہ ملبوسات کی جگہ منی سکرٹ نے لے لی سروں کے بال کٹ گئے اور صاقِ صندلیں ننگی ہو گئیں۔

اور —— اب وہاں کے علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں کی غیرتِ اسلامی جوش میں آ گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے عریانی، بے پردگی اور روسی اثر و نفوذ کے خلاف زبردست تحریک شروع کر دی ہے اور عریاں چہرے اور ننگی پنڈلیوں والی خواتین پر تیزابی پچکاریوں سے چھڑکاؤ کیا جا رہا ہے۔ حکومتِ افغان نے ان رہنماؤں کے خلاف اپنے اقدامات سخت تر کر دئے ہیں اور ایک خبر کے مطابق کابل پولیس نے پُل چشتی کی جامع مسجد سے پانچ سو علماء کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس اثناء میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ علماء اور حکومت کے مابین تصادم کے خلاف مقامات پر گولی بھی چلائی گئی ہے جس میں سینکڑوں علماء کرام اور مذہبی راہنما موت کا نشانہ بن گئے ہیں۔ حکومت نے سنگین صورتِ حال کا سامنا کرنے کے لئے فوج کو بھی تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔

حکومت افغانستان خواہ کچھ کرے اس کے کارپردازوں کو جلد یا بدیر سمجھ آ جائے گی کہ عریانی اور بے پردگی کی تحریک کو فروغ دینے اور اس کی پشت پناہی کرنے والے ملک اور ملت دونوں کے غدار ہیں اور جن دینی رہنماؤں اور علماء کرام نے اس تحریک کو روکنے کی کوشش کی ہے خواہ اس کے لئے سخت رویہ کیوں نہ ہو —— بہر حال وہ حق بجانب ہیں اور انہوں نے غیرتِ اسلامی کا مظاہرہ کر کے اہم دینی قومی اور ملکی فریضہ انجام دیا ہے۔

عربوں اور اسرائیل میں سمجھوتہ کیلئے امریکی کوششیں

واشنگٹن ۸ رجون امریکی وزیرخارجہ ولیم پیارا جرز نے کہا ہے کہ ہم اسرائیل اور عرب ملک کے درمیان سمجھوتہ کی بات چیت عمل میں لانے کی خاطر اگلے دو تین ہفتوں میں نئے اقدامات کریں گے مسٹر راجرز نے یہ انکشاف اتوار ۷ مئی کو ٹیلی ویژن پر اخباری نمائندوں سے انٹرویو میں کہا ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ بات چیت شروع کرانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیل کو مزید جیٹ لڑاکا طیاروں کی ممکنہ فروخت کے بارے میں فیصلہ "کافی جلدی" یعنی غالباً چند ہفتوں کے اندر کر لیا جائے گا۔

مسٹر راجرز نے کہا ہم مصر میں روسیوں کی موجودگی کو ایک سنگین معاملہ تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ روسی ہوا باز بظاہر جنگی پرواز بھی کر رہے ہیں اور وہاں زمین سے ہوا میں مار کرنے والے میزائل نصب کئے گئے ہیں جن کو استعمال کرنے والا عملہ روسی ہے یہ صورت حال امریکہ کے لئے باعث تشویش ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ نے مشرق وسطیٰ میں سوویت روس کی مداخلت کے بارے میں اپنے ردعمل سے اسے آگاہ کر دیا ہے لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ ان کا کیا جواب ہوگا۔

دنیا بھر کے مسلمانو! اور عرب بھائیو!

صرف اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو

ہماری نجات کا راز اخوتِ اسلامی میں مضمر ہے

صدیوں کے بغض و عناد اور مدتوں کی خلفشار نے ہمیں برباد کر دیا ہے!!

متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر جمال عبدالناصر کی ایک معرکہ آراء تحریر!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

چھٹی صدی عیسوی کے آخری چند سالوں میں جب کہ ابھی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ ہدایت سے انسانی دنیا مستفیض نہیں ہونے پائی تھی ۔ کرۂ ارض قدرت پرستی اور اخلاقی انحطاط کی لمبی اور سیاہ گہری ظلمتوں کے پردوں کے پیچھے ذلت کی زندگی بسر کر رہی تھی ۔ دنیا کے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی تمام تر وسعتوں میں جور، تعدی اور بے انصافی کا دور دورہ تھا حقیقی مسیحیت کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے لوگ بت پرستی اور اجرامِ فلکی کی پرستش میں اپنی نجات کا سامان ڈھونڈ رہے تھے ۔

دنیا کی تمام اقوام جابر قسم کے آمر قیاصرہ اور ملوک کے زیرنگیں تھیں ۔ کئی ممالک ایسے بھی تھے جہاں خودغرض مذہبی راہ نماؤں نے اپنی سیادت کے قیام کے لئے تمام قسم کی بدعات اور ملحدانہ رسوم و عادات کا جواز دے رکھا تھا اور مذہب کا لبادہ پہن کر من مانی کارروائیوں سے لوگوں کو اُلّو بنا رہے تھے ۔

یہ وہ زمانہ تھا جب جنگیں محض اس لئے لڑی جاتی تھیں کہ ان کی وحشت ناک اور بربریت پسند طبائع کو اپنی کبریائی کی نمود کا موقع حاصل ہو سکے ، خواہ دنیا قائم رہے یا برباد ہو جائے ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کی رحمت آڑے نہ آتی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ نہ ہوتی ۔ تو دنیا کب کی ان حرص و آز کے پتلے آمرین و ملوک کے ہاتھوں تباہی اور بربادی کے پہاڑوں میں جھونکی جا چکی ہوتی ۔

یہ رحمتِ حق کا کرشمہ تھا کہ انسانیت کو ایک ایسا راہ نما نصیب ہوا ۔ جس نے دنیا کو حق پرستی اور امن و عافیت کا پیغام دیا ۔ اگرچہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیمی اور بے کسی کی حالت میں پیدا ہوئے لیکن اللہ تعالےٰ کے رسول ہونے کی وجہ سے یہ انہی کا حصہ تھا ۔ کہ وہ دنیا کو ہر قسم کے حق و انصاف اور امن و امان کی نعمتوں سے مالامال فرمائیں ۔ آپ نے دنیا کو ایمان و یقین کی دولت سے مالامال فرمایا اور انسانیت کو ہدایت کی مشعل دے کر مستقبل کی منزلوں کو ناپنے کے قابل فرمایا ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن کوئی آسان مشن نہ تھا بلکہ آفات و بلیات اور مصائب و مشکلات کے طوفانوں کو دعوت دینے والا مشن تھا ۔ خصوصاً ایسے دور میں جب کہ تمام انسانیت اپنا اصل مقام کھو کر بے بصیرتی اور جاہلیت کے تاریک گڑھوں میں گری پڑی تھی ۔

اب اللہ تعالےٰ کے اس رسولؐ اور پیغمبر نے اپنی سیرت ، اپنے کردار ، اپنے بے پناہ صبر و ثبات ، اپنی غیرمعمولی قابلیت و ذہانت اور تنظیمی فراست اور اپنی بے مثال خطابت اور نہایت معقول قسم کے استدلال کے بل بوتے پر اپنے مبارک مشن کی جڑیں اس سنگلاخ سرزمین میں اتنی گہری گاڑ دیں جس کا بدیہی اور یقینی نتیجہ سوائے کامیابی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا ۔

آپ کی دعوت کا قلوب انسانی پر یہ اثر تھا کہ اللہ کی مخلوق اپنے خالق سے محبت کا صحیح رشتہ جوڑنے کے لئے بے تاب ہو کر فوج در فوج آپ کے جاں نثاروں کی صف میں شامل ہونے اور آپ کے پیش کردہ دین میں اس بے پناہ یقین و ایمان سے شامل ہوئی کہ دنیا نے آج تک نہ اس وفاداری کا نمونہ دیکھا اور نہ قیامت تک دیکھ پائے گی ۔

خدا تعالےٰ کے اس جلیل القدر رسولؐ نے دنیا کو ایک ایسا دین دیا ہے کہ انسانی نسلیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صرف اس کی راہ نمائی میں ترقی کی منزلیں طے کر سکیں گی ۔ اور دنیا کے دوسرے مدعیان اصلاح بھی اپنی راہ نمائی کا سامان اسی دین میں پائیں گے ۔

سلسلہ انبیاء کے سرتاج ہونے کے لحاظ سے اسی سلسلہ کی آخری کڑی یعنی خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کے اعتبار سے آپؐ نے اپنی زندگی کو دستور و ضبط کے ایک ایسے مثالی قسم کے قانونی مجموعہ کی صورت میں پیش کیا جس سے ہر قسم کے ذوق و فکر کے لوگوں کی راہ نمائی کے لئے ایک نمونہ موجود ہے ۔ آپؐ کی زندگی راستبازی ، شجاعت اور سادگی کا ایک حسین مرقع تھی ۔ جس میں عجز و انکساری اور عظمتِ انسانی کا پورا پورا امتزاج موجود تھا ۔ سب کچھ ہوتے ہوتے آپؐ نے مسکینی کی زندگی بسر کرنا پسند فرمایا ۔

سیاستِ افرنگ

"سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں اگر
دو مچھلیاں باہمدگر برسرِ پیکار
ہوں تو سمجھ لیجئے کہ اس چپقلش
میں بھی سیاستِ افرنگ کی
کارفرمائیاں ہوں گی ۔"

جمال عبدالناصر

اور آخر دم تک آپ کا شمار مسکینوں ہی میں ہوتا رہا۔

آپ کی زندگی نہایت زرّیں قسم کی قربانیوں اور ایثار و قناعت کے واقعات کی کڑیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔ آپ ہمیشہ اپنے ذاتی مفادات کو قربان کرتے رہے۔ بلکہ جان تک کی بازی بھی لگائے رکھی۔ لیکن اپنے مشن کا ضائع ہونا کبھی گوارا نہ فرمایا۔ اپنے مشن کو بروئے کار لانے میں آپ نے ہزاروں قسم کی مصیبتیں برداشت کیں۔ ہر قسم کی دشمنی مول لی اور اپنے مادی وسائل کے نقصان کا کبھی خیال تک نہ فرمایا۔

حتیٰ کہ ہجرت والی رات آپؐ نے اپنی جان کو صرف اللہ کے سہارے انتہائی خطرہ میں ڈال دیا اور خطرات کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوا تھا جب تک آپؐ مدینہ منورہ صحیح و سلامت نہ پہنچ چکے تھے۔ مشن کی کامیابی کی خاطر تمام معرکہ ہائے کارزار میں آپؐ نے بذاتِ خود شمولیت فرمائی تاکہ اپنے دین اور دین میں شامل ہونے والوں کی مدافعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے پائے۔

آپؐ کا مشن ایک نہایت عظیم اور اونچا مشن تھا۔ کیونکہ یہی وہ مشن تھا جس کے طفیل بندہ اور خدا یا عبد اور معبود کے درمیان تمام دوریوں کو ختم کر دیا گیا۔ جس نے حضرت انسان کو اس بات کا یقین دلایا کہ خدا تعالیٰ کی ذات انسان کے لئے اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ قریب تر ہے اور اس مقدس مشن کا ہی تو یہ فیضان تھا کہ دنیا کے گوشہ گوشہ سے کفر نیست و نابود ہونے لگا اور اسلام کا بول بالا ہونے لگا۔

آپؐ کے دین کی سادگی کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ اس دین میں خالق اور مخلوق کو ایک دوسرے کے انتہائی قریب کر دیا گیا ہے۔ اور ایسی یگانگت کا رشتہ قائم کر دیا ہے جس کی نظیر دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

آپؐ کے لائے ہوئے دین کے احکام کی نوعیت کے اعتبار سے ہر مسلمان بے درنگ اور فوری طور پہ اپنی روح کو اس دین کی روح میں ڈوب پاتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ یہ دین اس کے اپنے ہی فطری تقاضوں کا ایک دوسرا نام ہے۔ اور وہ اپنے آپ کو اس کے احکام کے عین تابع محسوس کرتا ہے۔

دین اسلام کی سب سے بڑی اور اہم دعوت یہی ہے کہ یہ دین انسانی دنیا کو اتحاد و اشتراکِ عمل کی دعوت دیتا ہے۔ دین اسلام میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے، ایک مومن دوسرے مومن کے لئے بمنزلہ ایک سگے بھائی کے ہے، اور اس اخوت کے راستہ میں زمان و مکان کا بعد کچھ حقیقت نہیں رکھتا دین اسلام ہی نفاق و افتراق کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ چونکہ اس میں دین کی عمارت گر جاتی ہے۔ بلکہ افتراق فی الامت تو اللہ تعالیٰ کے دین کو برباد کر دینے کا دوسرا نام ہے۔

بے شک اسلام ایک تربیتی گہوارہ ہے اور تہذیب نفس کے لئے انسان کو مختلف قسم کے اخلاقی اقدار کا پابند بناتا ہے۔ تو پھر کیوں نہ ہم اس کی تعلیمات کو اپنے لئے ہدایت اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا ذریعہ بنائیں۔ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے ہمارے لئے افتراق و انتشار کا کیا جواز ہے۔ اگر حقیقت یہی ہے تو ہمارے لئے مختلف سمتوں کو قبلہ بنانے کا کیا جواز؟ اعمال کے اعتبار سے یا سیاسی رجحانات کے لحاظ سے ایک ہی قبلہ کیوں نہیں ہے؟ ہمارا مطمح نظر کیوں ایک نہیں؟ اور کیوں ہم اپنی تمام تر راہنمائی کے لئے ہمیشہ اسلام ہی کی طرف نہیں رخ پھیرتے؟ ہمارا ایک دوسرے کے خلاف جنگ و جدال کرنا سخت غیر اسلامی عمل ہے اور ہماری نجات کا راز صرف اور صرف اسلامی اخوت کے تقاضوں کے پروان چڑھانے ہی میں مخفی ہے۔

سازشِ افرنگ

ہے خاکِ فلسطین پہ یہودی کا اگر حق!
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟
مقصد ہے ملوکیتِ انگلیس کا کچھ اور
قصہ نہیں نارنج کا یا شہد و رطب کا

حکیم الامت علامہ اقبالؔ

زمانہ ماضی میں مدتوں ہم ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہ چکے ہیں۔ کیا یہ صدیوں کا بغض و عناد اور مدتوں کا خلفشار ہمارے لئے کم بربادی کا سامان تھا؟ کیا ہماری باہمی بے اتفاقی ہمارے دشمنوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت نہیں ہوئی؟ کیا ہم اقوام عالم کے درمیان اچھے خاصے ذلیل نہیں ہوئے؟ ایک زمانہ تھا کہ ہم دنیا میں سب سے اعلیٰ اقتدار کے مالک تھے۔ لیکن آج ہمارا حال شرمناک حد تک ناگفتہ بہ ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانو اور عرب بھائیو! صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ ہر دشمن کے سامنے متحد ہو کر سیسہ پلائی دیوار بن جاؤ۔ اور اپنے دوستوں کی دل کھول کر امداد کرو۔ آپس میں ایک دوسرے کے مؤید بنو۔ ایک دوسرے کے ساتھ باہمی اختلافات کو یک قلم ترک کردو ورنہ کمزور ہو جاؤگے اگر ہم تمام کے تمام مسلمان بھائی اسلام کے احکام کے سامنے جھکتے رہے تو انشاء اللہ ہمیشہ غالب رہیں گے۔ صرف خالی خولی دعوت نہیں بلکہ یہ وہ جذبات ہیں جو انتہائی خلوص کے ساتھ میرے دل کی گہرائیوں سے ابل کر نکل رہے ہیں۔ یہ میرا وہ دل جس میں اسلام کے لئے اتھاہ اور بے پایاں جذبۂ محبت ہے۔ کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس کی دعوت صحیح قسم کے پائدار امن اور قوت کی ضامن ہے۔

تو کیا پھر آپ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دینے کو تیار ہیں؟ تو کیا پھر

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

اسرائیل

دنیائے عرب کے قلب میں رِستا ہوا سامراجی ناسور

حافظ محمد اسلام

بیت المقدس پر مسلمانوں کا اقتدار

بیت المقدس کی سرزمین اہل اسلام کے لئے ہمیشہ سے تقدیس اور تکریم کی حامل چلی آرہی ہے۔ یہی وہ مسجد اقصٰی ہے جہاں سے حضور پُرنور (صلی اللہ علیہ وسلم) آسمانوں پر معراج کے لئے تشریف لے گئے ـــــ اس مسجدِ اقصٰی میں آپؐ نے معراج کے موقع پر آسمانوں کے لئے روانگی سے قبل انبیائے کرامؑ کی نماز میں امامت فرمائی۔ یہیں وہ چٹان ہے جس کے کنڈے میں آپؐ نے مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک معراج کا سفر طے کر کے اپنے براق کی لگامیں باندھی تھیں۔ قرآن پاک میں سورۂ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر کرتے ہوئے اسی مسجد اقصٰی کی صراحت کی گئی ہے۔ یہی مسلمانوں کا قبلۂ اوّل تھا۔ ہجرت مدینہ سے قبل اہل اسلام کے لئے ضروری تھا کہ وہ نمازوں میں اس کی طرف رُخ کیا کریں۔ ہجرت کے ۱۶ ماہ بعد جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو مسجدالحرام مسلمانوں کا قبلہ بنی۔ اس واقعہ کی یادگار مدینہ منورہ میں مسجد قبلتین موجود ہے۔

مسلمانوں کا یہی قبلۂ اول تاریخ میں دوسری بار غاصبوں کے قبضہ میں چلا گیا اور تین سال سے ہمارے باہمی اختلاف، ہماری نااہلی اور ہماری دوں ہمتی پر ماتم کناں ہے۔ ہم نے تاریخ میں دوسری بار کی اصطلاح اس لئے استعمال کی کہ مسلمانوں نے بیت المقدس ۶۳۸ء میں فتح کیا تھا اور اس کے بعد صلیبی معرکوں کے نتیجہ میں ۱۰۹۹ء میں عیسائی بیت المقدس پر قابض ہو گئے مگر صلاح الدین ایوبیؒ نے ۱۱۸۷ء میں اسے دوبارہ فتح کر لیا تھا۔ حالات نے پھر پلٹا کھایا۔ اور ۱۲۲۹ء سے ۱۲۴۴ء تک عیسائی بیت المقدس پر قابض رہے۔ مگر حرم شریف کے علاقہ پر انہی کا اقتدار رہا۔ ۱۲۴۴ء میں الملک الکامل اور فریڈرک ثانی کے درمیان معاہدہ کے نتیجہ میں بیت المقدس پر مسلمانوں کا کامل اقتدار بحال ہو گیا اور یہ صورتِ حال ۴ جون ۱۹۶۷ء تک برقرار رہی ۵ جون ۱۹۶۷ء کو اسرائیلی حکومت نے اچانک عرب ملکوں پر چڑھائی کی اور عرب بہادری سے لڑائی اور جانیں قربان کرنے کے باوجود قبضہ برقرار نہ رکھ سکے۔ اس بات کو تین سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو حضرت عمرؓ کے ہاتھوں بیت المقدس ۶۳۸ء میں فتح ہونے کے بعد ۴۶۱ سال مسلمانوں کے پاس رہا۔ پھر صلیبی معرکوں کے نتیجہ میں ۱۰۹۹ء میں عیسائی اس پر قابض ہوئے ان کے قبضہ کی میعاد ۸۸ سال رہی۔ ۱۱۸۷ء میں صلاح الدین ایوبیؒ نے اسے پھر فتح کیا۔ ۱۲۲۹ء سے ۱۲۴۴ء تک ۱۵ سال مزید عیسائی بیت المقدس پر قابض رہے اور الملک الکامل نے مسلمانوں کا اقتدار بحال کیا، پھر ۷۲۳ سال کے بعد جون ۶۷ء میں یہودی اس پر قابض ہو گئے۔ مجموعی اعتبار سے بیت المقدس پر مسلمانوں کے اقتدار کی مدت ۱۲۲۶ سال، عیسائیوں کی ۱۰۳ سال اور یہودیوں کی محض ۳ سال ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی اس سرزمین نے یہودیوں کے تین سالہ اقتدار کے زمانہ میں جس قدر کشت و خون دیکھا ہے، جس قدر تباہی اور بربادی ہوئی اس کی نظیر عیسائیوں کے ۱۰۳ سالہ مجموعی اقتدار کے زمانہ میں بھی نہیں ملتی۔ یہودیوں نے منصوبہ بندی کے تحت یہ طے کر لیا ہے کہ مسجدِ اقصٰی کو شہید کر کے اس کی جگہ ہیکل سلیمانی از سر نو تعمیر کیا جائے۔ اس ضمن میں اسرائیلی حکومت کا محکمہ آثارِ قدیمہ مسجد کے نیچے کھدائی کا کام شروع کر چکا ہے اور گذشتہ سال مسجد اقصٰی کو آگ لگائے جانے کا جو واقعہ پیش آیا تھا وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یہودیوں نے فلسطین کی سرزمین پر قبضہ اور حکومت کے لئے منصوبہ بنا کر جس طرح عملدرآمد کیا اس سے یہاں بحث نہیں۔ صرف یہودیوں کے ظلم و تشدد اور آئندہ عزائم کے بارے میں چند امور کی نشاندہی کی جا رہی ہے۔

۶۷ء کی جارحانہ لڑائی کے بعد ہزاروں نوجوان عرب گرفتار کئے گئے صرف غزہ کے علاقہ میں تین ہزار سے زائد عربوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا اور ایک ہی گڑھے میں دفن کیا گیا۔

یہودیوں نے شہری آبادی کو دہشت گردی کا شکار بنایا۔ دریائے اُردن کے مغربی علاقہ سے دو لاکھ دس ہزار سے زائد عرب مسلمانوں اور عیسائیوں کو ان کے گھروں، کھیتوں اور دکانوں سے جبراً بے دخل کر کے اردن میں دھکیل دیا گیا۔ تین ہزار سے زائد عربوں کو غزہ کے علاقہ سے جبرًا بے دخل کیا گیا۔ شام کے مقبوضہ علاقہ سے اسرائیل نے ایک لاکھ سے زائد شامیوں کو جبراً نکال دیا۔

مقبوضہ عرب علاقوں میں یہودی دہشت گردوں کے ہاتھوں ابھی تک مظلوم عربوں کی جان و مال محفوظ نہیں۔ ان کی املاک کے لوٹنے اور اسے تباہ کئے جانے کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ حد یہ ہے کہ جبرًا بے دخل کئے جانے والے مظلوم مہاجر عربوں سے یہ لٹیرے ایک ایک پائی چھین لیتے ہیں۔ اور پھر انہیں

عرب مہاجروں پر لٹیرے یہودیوں کے مظالم!

ان کے آبائی وطن سے نکال دیتے ہیں۔
۱۹۶۷ء کے بعد سے اسرائیل عرب ممالک پر برابر حملے کر رہا ہے مصر، اردن، شام اور لبنان پر بلامبالغہ ہزاروں فضائی حملے ہو چکے ہیں، بے شمار معصوم شہری یہودی بربریت کا نشانہ بن چکے ہیں، ہزاروں مکانات، اسپتال، شفاخانے اور اسکول بمباری سے تباہ کئے جا چکے ہیں۔ اسپتالوں میں ڈاکٹر، نرسیں، حد یہ کہ مریض بھی نہیں بخشے گئے۔ شہری آبادیوں پر نیپام بم برسا کر آبادیوں کو جھلس دیا گیا۔ مصر، اُردن، شام اور لبنان کے سینکڑوں دیہات اور قصبے اسرائیلی کی وحشیانہ بمباری سے کھنڈر بن چکے ہیں اور لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔

عرب حریت پسندوں کی طرف سے اسرائیلی ظالم حکومت کے خلاف مسلح جد و جہد جاری ہے جس کے جواب میں مقبوضہ عرب علاقوں اور اسرائیل میں عربوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ وہ ایک علاقہ سے دوسرے علاقے تک بلا پرمٹ سفر بھی نہیں کر سکتے۔ جن عرب جوانوں پر شبہ ہو جاتا ہے انہیں گرفتار کرکے اس قدر انسانیت سوز سلوک کیا جاتا ہے کہ اس کے بیان سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتیں۔

اس تمام المیہ کا سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ دنیا کی ایک نہایت ترقی یافتہ اور مہذب کہلائی جانے والی حکومت نہ صرف اسرائیل کی پشت پناہ ہے بلکہ ہر طرح سے اس کی ہمت افزائی کر رہی ہے۔ ہر قسم کا فوجی ساز و سامان اسلحہ، ٹینک اور جدید ترین طیارے بے دریغ فراہم کر رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ساری دنیا کو امن اور آشتی کا سبق دینے والا امریکہ شرق اوسط میں اس غنڈہ گردی کو کس لئے پروان چڑھا رہا ہے؟

اس سوال کے سامراجیوں کے نقطہ نظر سے دو پہلو ہیں۔ اوّل یہ کہ شرق اوسط میں تیل کے ذخیرے یورپ کے صنعتی کارخانوں کے لئے بیحد اہمیت رکھتے ہیں اور سامراجی طاقتیں اپنی شرائط پر یہ تیل اپنے قبضہ اور تصرف میں رکھنا چاہتی ہیں۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے عربوں میں باہمی لڑائی، اختلاف

غاصب اسرائیل کے خلاف نبرد آزما چند ممالک

اردن

سعودی عرب، شام اور اسرائیل کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کی تاریخ آزادی ۲۲ مارچ ۱۹۴۶ء ہے رقبہ ۳۷ ہزار مربع میل اور آبادی ۱۸ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت عمان ہے۔ یہاں کی آبادی ۲½ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور یہ علاقہ اردن کا گنجان آباد علاقہ ہے۔ سربراہ مملکت ملک الحسین ہیں۔

متحدہ عرب جمہوریہ

متحدہ عرب جمہوریہ آبادی کے لحاظ سے عرب ممالک میں سب سے بڑا ہے۔ اس کی آبادی تین کروڑ سے زائد ہے۔ متحدہ عرب جمہوریہ کی فوجی طاقت بھی دوسرے عرب ممالک سے زائد ہے اس کا دارالحکومت قاہرہ ہے۔ جس کی آبادی ۳۳ لاکھ ۴۴ ہزار ہے یہاں صدارتی نظام رائج ہے اور جمال عبدالناصر صدرِ مملکت ہیں جن کا اقتدار اسرائیل اور اس کے حواریوں کی آنکھ میں خار کی طرح کھٹک رہا ہے۔

لبنان

عرب ممالک میں لبنان شام اور اسرائیل کی سرحد پر چھوٹا سا ملک ہے۔ اس کی تاریخ آزادی ۲۶ نومبر ۱۹۴۱ء ہے رقبہ ۳۴ ہزار مربع میل اور آبادی ۱۶ لاکھ ۵۶ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں کی نصف آبادی مسلمان ہے لبنان کا دارالحکومت بیروت ہے جہاں ۵ لاکھ کی آبادی ہے۔

شام

عراق، اردن، لبنان اور ترکی کی سرحدوں سے ملا ہوا ملک ہے۔ ۱۹۴۶ء میں آزاد ہوا۔ اس کا رقبہ ۷۲ ہزار ۲ سو ۳۴ مربع میل ہے۔ آبادی ۵۱ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ دارالحکومت دمشق ہے۔ شام میں صدارتی نظام حکومت ہے۔ ڈاکٹر نورالدین عطاسی صدر مملکت ہیں۔

عراق

گو عراق کی سرحد اسرائیل سے نہیں ملتی لیکن اس نے اپنی فوجیں اسرائیل کے جنوبی محاذ اردن میں تعین کر رکھی ہیں۔ عراق ایران، شام، ترکی، سعودی عرب اور کویت سے ملا ہوا ملک ہے۔ عراق کا رقبہ ایک لاکھ ۷۵ ہزار مربع میل اور آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ بغداد دارالحکومت ہے۔ اور احمد حسن البکر صدر مملکت ہیں۔

الجزائر

الجزائر شمالی افریقہ میں واقع عرب ملک ہے اس کا رقبہ ۱۹ لاکھ ۲۰ ہزار مربع میل اور آبادی ایک کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس کا دارالحکومت الجزائر ہے۔ جس کی آبادی ۸ لاکھ ۸۴ ہزار ہے۔ اسرائیل کے خلاف الجزائر کے عوام اور ان کے صدر بومدین پیش پیش ہیں اور آنے والا وقت بتائے گا کہ الجزائر نے جس طرح فرانسیسی سامراج کو شکست دی تھی اسی طرح اسرائیلی جارحیت کا خاتمہ کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہے گا۔

سوڈان

یہ بھی عرب ملک ہے اس کی آبادی کی تاریخ یکم مئی ۱۹۵۶ء ہے۔ رقبہ ۹ لاکھ ۶۸ ہزار مربع میل اور آبادی ایک کروڑ ۱۹½ لاکھ ہے دارالحکومت خرطوم ہے۔ جنرل نمیری صدر مملکت ہیں۔

لیبیا

عرب ممالک میں لیبیا بھی شامل ہے۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۱ء کو آزاد ہوا۔ حال ہی میں لیبیا، سوڈان اور متحدہ عرب جمہوریہ میں ایک معاہدہ ہوا ہے۔ جس کی رو سے یہ تینوں ممالک ایک دوسرے سے قریب تر ہو گئے ہیں۔ لیبیا کے سربراہ مملکت کرنل قذافی ہیں۔

★

اور دشمنی کو فروغ دینا سامراجی دنیا کے منصوبہ کا اہم نکتہ ہے۔ دوم یہ کہ اسرائیل کا ناسور عرب دنیا کے قلب میں پیدا کر دینے سے سامراجی طاقتوں کو اپنی سازشوں اور مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک اڈہ مل گیا ہے جسے وہ ہر قیمت پر باقی رکھنا چاہتی ہیں۔

خود عربوں کے نقطۂ نظر سے بھی اس سوال کے دو پہلو ہیں۔ اوّل یہ کہ عرب قومیت کی بنیاد پر متحد ہو کر یہ مسئلہ حل کریں — دوم یہ کہ دنیا بھر کے مسلمان متحد ہو کر یہ مسئلہ طے کریں۔ مگر عرب اتحاد کی راہ میں عربوں کی اپنی نظریاتی تفریق حائل ہے۔ ان میں کچھ ترقی پسند ہیں، کچھ قدامت پسند کہلائے جاتے ہیں اور دونوں کیمپ باہمی آویزش کا شکار ہیں۔ فلسطین کا عظیم سانحہ بھی انہیں کچھ عرصہ کے لئے باہمی اختلاف بھلا دینے پر آمادہ نہیں کر سکا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان متحد ہو کر اس فتنہ کا مقابلہ کریں۔ مگر عالم اسلام کا اتحاد عربوں کے اتحاد سے بھی زیادہ مشکل معاملہ معلوم ہوتا ہے۔

تاہم گذشتہ سال اگست میں جب مسجد اقصیٰ کو آگ لگائے جانے کا المناک واقعہ پیش آیا تو دنیا بھر میں مسلمانوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔ کہرام مچ گیا اور ہر ملک میں مظاہرے اور مطالبے ہوئے کہ مسلمان متحد ہو کر ارض مقدس کو آزاد کرانے کے لئے اقدام کریں۔ چنانچہ رباط کانفرنس ہوئی جس میں مسلم ملکوں کے سربراہوں نے بڑی طاقتوں سے اپیل کی کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق عرب مقبوضہ علاقے اسرائیل سے خالی کرائیں۔ کانفرنس نے تاریخ میں پہلی مرتبہ اعلان کیا کہ تمام مسلمان مذہب اسلام کے جھنڈے تلے متحد ہیں۔ کانفرنس نے باہمی روابط بڑھانے اور ایک اسلامی سکریٹریٹ کے قیام کا فیصلہ کیا۔ اسی غرض سے مسلم وزرائے خارجہ کی امسال جدّہ میں کانفرنس ہوئی۔ اور منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اقدامات کئے گئے۔

بیت المقدس کی آزادی کا راستہ

لیکن ان تمام کارروائیوں کے باوجود بیت المقدس کی آزادی کی منزل اب بھی بہت دُور نظر آ رہی ہے اس منزل کو سر کرنے کے لئے اوّل تو عرب ملکوں میں اتحاد بیحد ضروری ہے اور پھر اس کے بعد ان کی پشت پر عالم اسلام کے اتحاد کی طاقت ضروری ہے۔ عرب ملکوں کو اس اتحاد کے لئے اپنے تمام اختلافات کی بساط لپیٹ کر رکھنی ہو گی۔ متحدہ فوجی کمان قائم کرنی ہو گی۔ قومی اور عوامی سطح پر منصوبہ بندی کے تحت جنگی تیاری کرنی ہو گی۔ اس منصوبہ بندی میں اور اس کے بعد منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں عالم اسلام کو پوری طرح عربوں کا ساتھ دینا ہو گا۔ جب یہ تیاریاں مکمل ہو جائیں تو اسرائیل کا خاتمہ محض چند گھنٹوں کی بات ہے۔

یہودیوں اور عربوں کی جدوجہد میں فرق

جب تک انہیں یہ سبق یاد رہا دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ مثال درکار ہو تو صلاح الدین ایوبیؒ کے حالات پڑھ لیجئے۔ صلاح الدین اور اس کی مختصر سی فوج ایک طرف تھی اور پورے یورپ کی فوجی طاقت ایک طرف تھی لیکن میدان صلاح الدینؒ کے ہاتھ ہی رہا۔ اور اس نے عیسائیوں کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ وہ صدیوں سر نہ اٹھا سکے۔ کہا جائے گا کہ اب حالات بدل گئے ہیں، زمانہ بدل گیا ہے اب لڑائی کی شکلیں بدل گئی ہیں — اس میں شک نہیں کہ یہ باتیں درست ہیں لیکن بدلتے ہوئے حالات کے مقابلہ کے لئے ہم ویسی ہی تدبیریں بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ کیا آج یہ ممکن نہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان آزادئ فلسطین کے لئے ایک فنڈ قائم کریں اور اس میں پورے جوش اور جذبے کے ساتھ عطیات جمع کریں۔ اگر ایک روپیہ ماہانہ کے حساب سے بھی رقم جمع کریں تو ستر کروڑ روپے ماہانہ جمع ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آزادئ بیت المقدس کے لئے مسلمان نوجوانوں کو ہر ملک میں فوجی تربیت دی جائے۔ چھ ماہ میں ایک کروڑ نوجوان آسانی سے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ کیا مسلمانوں میں انجینیروں اور سائنسدانوں اور ڈاکٹروں کی کمی ہے؟ نہیں الحمدللہ کافی تعداد میں موجود ہیں۔ کیا مسلمانوں کے پاس مال و دولت کی کمی ہے؟ جواب یہی ہوگا کہ نہیں۔

یہ وہ مسائل ہیں جن کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جب مسلمانوں نے اس طرف توجّہ دی تو آزاد فلسطین ان کے عروج کے دَور کی پہلی منزل ہوگی۔ ان کے اقتدار اور سطوت کی بحالی کا نقطۂ آغاز ہوگا۔

کاش! ہم آج سقوط بیت المقدس کی برسی پر یہ بات بخوبی سمجھ لیں اور وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے مستقبل کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں۔

مشتاق تیری روح کو میرا سلام ہو!

جناب سید مشتاق حسین بخاری ناظم انجمن خدام الدین کے سانحۂ ارتحال پر یہ نظم لکھی گئی۔

حافظ نور محمد انورؔ

●

رحمت خدا کی تجھ پہ ہو اور لطفِ عام ہو
مشتاقؔ تیری روح کو میرا سلام ہو

کیا غم کا حادثہ ہے تیری مرگ ناگہاں
مغموم اس پہ کیوں نہ ہر اک شاد کام ہو

اس پیکرِ خلوص و مودّت نواز پہ
راضی خدائے پاک، رسولِ انامؐ ہو

کس وقت آہ! تجھ کو اجل نے ہے آ لیا
غمگین اس پہ کیوں نہ ہر اک خاص و عام ہو

تسنیم و سلسبیل کی مل جائیں نعمتیں
حاصل تجھے رسولؐ سے کوثر کا جام ہو

تیری لحد کشادہ و روشن رہے مدام
نارِ جحیم تجھ پہ ہمیشہ حرام ہو

تربت پہ تیری برسیں سدا رحمتوں کے پھول
حاصل تجھے شفاعتِ خیر الانامؐ ہو

انورؔ کی التجا ہے شب و روز بس یہی
باغِ بہشت میں ترا عالی مقام ہو

کوثر کے حوضِ حشر میں تیرے قریب ہوں
خلدِ بریں کی راحتیں تجھ کو نصیب ہوں

●

درسِ قرآن

قرآن مجید کامل کتاب ہے

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ

(۲)

میرے بھائیو! اور میرے بزرگو! جس طرح دنیا میں ہمارے سامنے مشاہدات ہیں، جن کو ہم کچھ سمجھتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں، ہم سنتے ہیں اور کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو ہماری عقل سے وراء الوراء ہیں۔ لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان دہی فرما دی تو ہم کو ان پر یقین لانے کے لئے اسلام نے مکلف قرار دیا ہے۔ تو سورۃ الحجر میں اللہ تعالیٰ نے اس ذکر کو بیان فرمایا اور مسلمانوں کو یہ سمجھایا کہ اپنی زندگی کو ایسی آلائشوں سے محفوظ رکھو، جن میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سامنا کرنا پڑے، ورنہ قیامت کے دن سوائے افسوس کے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

(چونکہ آج اور بھی پروگرام بڑے طویل ہیں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ چند آیتوں کا ترجمہ ہو جائے)

ارشاد فرمایا الٓرٰ قف یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ حروف مقطعات کے متعلق پہلے بھی بحث ہو چکی ہے۔ علماء تاویل نے یہ لکھا ہے کہ حروف مقطعات عموماً ان سورتوں کے شروع میں لائے گئے ہیں۔ جن سورتوں میں کچھ ایسے مضامین آتے ہیں جو دنیا کے ناقص عقل والے انسانوں کی فہم سے بالا تر ہوتے ہیں اور وہ ان میں کچھ شکوک و شبہات کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید میں تاویل کے طور پر، جو علماء تاویل نے فرمایا وہ یہی فرمایا کہ قرآن مجید کی ان سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات لائے، کہ اے انسانو! اے قرآن کے مخاطبو! جس طرح تم ان حروف کا معنی نہ جاننے کے باوجود ان حروف کو اللہ کا کلام سمجھتے ہو، اسی طرح جو اس سورۃ میں واقعہ آنے والا ہے یا واقعات آنے والے ہیں یا کچھ احکام آنے والے ہیں تم ان باتوں کو اگرچہ تمہارے ناقص ذہن ان کو قبول نہ کریں لیکن تم اپنے ناقص ذہنوں کا مقابلہ وحی الٰہی کے ساتھ نہ کرو بلکہ تم اُن احکام کو بھی، ان واقعات کو بھی، اور ان چیزوں کو بھی جو قرآن مجید بیان فرماتا ہے اگرچہ تمہارے عقول میں نہ آئیں، تم ان کو بھی تسلیم کر لو۔ چونکہ اس سورۃ حجر میں قوم ثمود کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے جس قوم کے متعلق قرآن مجید نے فرمایا کہ وہ کیسی قوم تھی۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ (الفجر ۶ تا ۱۱)

فرمایا کہ دیکھ تیرے رب نے قوم ثمود کو کس طرح تباہ کیا؟ اور قوم ثمود کیسی تھی؟ دنیا کی غیر مہذب قوم تھی۔ (ہماری اصطلاح میں) لیکن وہ اپنی اصطلاح میں بڑی مہذب قوم تھی۔ کوٹھیاں بنانے والے، محل بنانے والے، سنگ تراشی کے بہت بڑا ماہر، اور اپنے دماغوں کے اعتبار سے بہت بڑے اُونچے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے احکام کے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہوا تو قرآن مجید ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۝ (الحاقۃ ۸)

اس قوم کا دنیا میں ایک بھی متنفس باقی نہ رہا۔ ہمارے جیسے ناقص لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا کی متمدن قوم، جس کے پاس علوم ہوں، جس کے فنون ہوں، جس کے پاس دولت ہو جس کے پاس مال ہو، اور جس کے پاس طاقت ہو وہ اگر وحی الٰہی کا مقابلہ کرے تو وہ کیسے دنیا سے پاش پاش ہو سکتی ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا، الٓر۔ جس طرح تم ان حروف کا معنیٰ نہ سمجھنے کے باوجود ان حروف کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہو، اسی طرح اس سورۃ میں جو واقعات آنے والے ہیں اور جو قیامت کے مشاہدات پیش کئے جانے والے ہیں۔ اگرچہ تمہارے ناقص عقل میں وہ نہ آئیں، تب بھی ان کو اللہ کا کلام سمجھو اور ان پر پورا یقین رکھو ـــ چنانچہ ساتھ ہی ساتھ تصریح بھی فرما دی۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فرمایا قوم ثمود کی تباہی کو تاریخی واقعہ مت سمجھو۔ قرآن کریم نے جہاں جہاں تاریخی واقعات ہیں وہاں پر ابتداء میں تصریح فرما دی کہ جو قصہ آگے آ رہا ہے۔ اس سے تم یہ اندازہ نہ لگانا کہ یہ کہانیوں کی کتاب ہے، یہ قصوں کی کتاب ہے، یہ تاریخی کتاب ہے، نہیں، قرآن تو کتاب ہدایت ہے۔ قصوں کے بیان کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکمت ہی رکھی ہے۔ تاکہ پڑھنے والے سوچ سکیں کہ جس طرح پہلی قومیں تباہ ہوئیں، ہمارا بھی کہیں ایسا ہی انجام نہ ہو۔

اس لئے ارشاد فرمایا۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ، جو کچھ آگے پڑھی جانے والی ہیں، یہ کتاب کی آیتیں ہیں اور کتاب سے مراد 'کامل کتاب' کتاب سے مراد سچی کتاب، کتاب سے مراد نہ مٹنے والی کتاب ـــ یہ جو کچھ سورت میں آنے والا ہے یہ آیتیں ہیں اس کتاب کی، جو کتاب کامل ہے۔

اور پھر تصریح فرما دی۔ وہ کتاب کامل کون سی ہے؟ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ یہ آیتیں ہیں اُس قرآن کی، جو روشن قرآن ہے، جو واضح قرآن ہے، جو بیان کرنے والا قرآن ہے۔ جس نے دنیا کی ہدایت کے لئے، برزخ کی ہدایت کے لئے، قیامت کی ہدایت کے لئے، کسی بات کو نہیں چھوڑا، اس کتاب کے ہوتے ہوئے انسان کسی دوسری کتاب کا محتاج نہیں رہ سکتا۔ اگر اس قرآن مجید کو صحیح طور پر دیکھے، صحیح طور پر سمجھے، صحیح طور پر اس ہدایت کے مطابق، جو ہدایت پیش کی

اسرائیل کے خلاف چھاپہ مار عرب تحریکیں

• الفتح • العاصفہ • الصاعقہ اور دوسری تنظیموں کا ایک تعارف

(محمد عظیم)

تمام دنیا جانتی ہے کہ اقوام متحدہ نے کبھی کچھ نہیں کیا۔ فلسطینی عوام ارض مقدس سے برسہا برس کے بعد محروم ہوتے نوآبادیات کے پھٹو اور استعمار اسرائیل کے خلاف فلسطین کے باضمیر اور بامقصد عوام اب بیدار ہو چکے ہیں اور وہ انتہائی جوش کے ساتھ اپنے وطن عزیز کو صیہونیوں کے پنجے سے آزادی دلانے کا تہیہ کر چکے ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ کسی ملک کے مقبوضہ حصے کو چھڑانے کے لئے اولوالعزمی اور استقلال کے ساتھ میدان عمل میں کود پڑے ہیں ان کے لئے یہی ایک راستہ ہے انہوں نے اس اصول کے تحت ایک تنظیم فلسطینی قومی تحریک آزادی کی بنیاد ڈالی۔ جس کا دوسرا نام الفتح ہے اس کا آغاز آج سے ۱۱ سال پہلے ۱۹۵۹ء میں ہوا۔ اس تنظیم نے اپنی مسلسل کوششوں سے فلسطینی عوام کی ایک جماعت تیار کی اور یہ نصب العین رکھا کہ وہ صرف مسلح جدوجہد ہی سے اپنے وطن کو اغیار سے پاک کر سکتے ہیں چند سالوں میں طلبہ فلاحین باشعور مذہبی اور سیاسی رہنماؤں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس تحریک میں شمولیت کی۔ جنوری ۱۹۶۵ء میں الفتح نے ایک عسکری پہلو تیار کیا اور اس کا نام العاصفہ رکھا۔ جس کے معنی "طوفان" کے ہیں۔ اس تحریک کے ساتھ ساتھ فلسطینی مجاہدین نے کئی اور تحریکیں بھی قائم کر لیں ان سب کا مقصد ایک تھا۔

الفتح کو سب سے بڑی سیاسی کامیابی فروری ۱۹۶۹ء میں حاصل ہوئی ہے جب سارے عرب ممالک نے یاسر عرفات کو تنظیم آزادی فلسطین کا صدر چن لیا عرب لیگ اس تنظیم کو فلسطینیوں کا اصل نمائندہ سمجھتی ہے۔ یاسر عرفات نے ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بعد جدوجہد تیز تر کر دی اور ان کی کوششوں سے یہ تحریک روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔

شیر کے بچوں کے نام

الفتح نے اپنی گوریلا جنگوں میں چین اور کیوبا کی مثال کو اپنا لیا ہے ان کے جانباز دشمنوں پر کاری ضرب لگا کر بچ نکلتے ہیں ان کی جنگ آزادی دنیا میں پہلا انوکھا تجربہ ہے جس میں ایک پوری قوم اپنی ہی آزادی کے لئے لڑ رہی ہے ان کی جنگ آزادی کوئی طبقاتی جدوجہد نہیں اس لڑائی کے لڑنے والوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ کسی کمتر دشمن سے نہیں لڑ رہے بلکہ ان کے دشمن نے سارے ملک میں اتنا فوجی نظام قائم کیا ہوا ہے کہ اس کی فوجیں صرف تیس منٹ کے اندر ملک کے کسی بھی حصے میں آ سکتی ہیں لیکن فلسطینی مجاہدین نے جو جنگی تکنیک اپنائی ہے وہ "لمبی سانسوں والی جنگ" ہے جس میں دشمن کی ہمت ٹوٹ جائے گی اور وہ بالآخر تباہی کے کنارے پر پہنچ جائے گا۔

نئے مراحل کا مقابلہ کرنے کے لئے الفتح نے ابھی "شیر کے بچوں" کے نام سے فوجی ٹریننگ کے مراکز قائم کر رکھے ہیں۔ جہاں مستقبل کے وہ فرزند مستقل طور پر رہتے تعلیم اور فوجی تربیت حاصل کرتے ہیں۔ جن کی عمریں ۱۴ سے ۲۰ سال کی ہیں یہ بچے چند برسوں میں بہترین لڑاکا طاقت میں تبدیل ہو جائیں گے یہ ننھے مجاہدین روزانہ صبح کو یہ قومی نعرہ الاپتے ہیں :-

"ہم الفتح کے فرزند ہیں۔
ہم اس کے علاوہ
اور کوئی نعرہ نہیں لگائیں گے
اور ہماری ہی ایسی تنظیم ہے
جو ہمیں دوبارہ ہمارے وطن لے جائیگی
اس کے سوا کوئی اور نعرہ نہ لگائے گی
اس لئے ہماری قوم نے انقلاب برپا کیا ہے
اور اس نے واپسی کا راستہ ہموار کیا ہے

آج الفتح ایک ایسی زبردست طاقت بن چکی ہے جو مشرق اوسط کے مستقبل پر اثر انداز ہو گی اس نے نئی زندگی حاصل کرنے کے لئے جو فارمولا بنایا ہے وہ بالکل سادہ ہے کہ ہر قیمت پر مسلح اقدامات کئے جائیں یہ اس کے فلسفے کی سب سے سخت اور کڑی شرط ہے جو ہمیشہ دہرائی جاتی ہے اس کے فدائیوں نے دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کر دی ہے۔

اس لئے دوسرے فلسطینی باشندے الفتح کے گرد جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں الفتح ان تمام لوگوں میں سے صرف بہتر افراد کا انتخاب کرتی ہے ایسے تعلیم یافتہ افراد کو جمع کرنے میں کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آ رہی، اس کے غیر سیاسی رویہ سے خوب فائدہ ہو رہا ہے۔

اسرائیل کے خلاف چھاپہ مار تنظیم الفتح نے عرب خواتین کی بھی فوجی تنظیم قائم کر رکھی ہے اس کا دستہ خواتین بھی مقبوضہ عرب علاقوں میں اسرائیل کے فوجی ٹھکانوں میں اپنے مردوں سے کسی طرح کم نہیں عرب خواتین تین شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔ کچھ میڈیکل سروس میں ہیں کچھ اسرائیل کے خلاف پروپیگنڈے پر متعین کی گئی ہیں۔ لیکن ان کی اکثریت میدان کارزار میں اسرائیل کے خلاف مسلح جھڑپوں میں مصروف ہے اور حد تو یہ ہے کہ معمر اور دور از کار رفتہ خواتین بھی آزادی کی جدوجہد میں شامل ہو گئی ہیں کہنہ عمر صانہہ ناصر نامی خاتون جسے انگریزوں کے خلاف جدوجہد آزادی کی پاداش میں ۱۹۳۶ء میں سزائے موت سنائی گئی تھی اب اسرائیل کے خلاف جدوجہد آزادی میں شامل ہو چکی ہے۔

الفتح کی کئی چھاپہ مار تنظیمیں ہیں اور ہر تنظیم کا کام الگ الگ منقسم ہے ان کی چند اہم تنظیمیں حسب ذیل ہیں۔

- فلسطین کی محاذ آزادی
- فلسطین کے انقلابیوں کا ادارہ عالیہ
- نوجوانان فلسطین کی انقلابی تنظیم
- العاصفہ
- الصاعقہ
- خالد بن ولید

فلسطینی عرب خواتین نہ صرف حریت پسندوں کو امداد مہیا کرتی ہیں بلکہ وقت

پڑنے پر ان کی حفاظت کا انتظام بھی کرتی ہیں اس ضمن میں کئی مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔ دریائے اردن کے مغربی کنارے پر واقع ایک گاؤں میں ایک عرب خاتون نے چند اسرائیلی فوجیوں کو ایک حریت پسند عرب کا تعاقب کرتے ہوئے دیکھا تو اس نے کمال ہوشیاری سے اس نوجوان کو اپنے مکان میں پناہ دی اور جب اسرائیلی فوجی وہاں پہنچے تو اس نے اپنے لخت جگر کو پیش کر دیا اور کہا۔

"یہ تحریک پسند ہے اسے لے جاؤ"

عربوں کی مزاحمت

اسرائیل ہر قابض کی طرح مسلسل یہ اعلان کرتا رہا ہے کہ اس نے اندرونی مزاحمت کی تحریک پر قابو پا لیا ہے لیکن آئے دن چھاپہ ماروں کے واقعات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسرائیل عربوں کی مزاحمت کو نہیں روک سکا بلکہ اس میں روزافزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اسرائیلی وزیر دفاع دایان کا عرب مجاہدوں کے ہاتھوں زخمی ہونا اور غزہ کے علاقے میں فساد اور عرب طالبات کی مزاحمت وغیرہ سے حریت پسندوں کی اس مہم میں شدت پیدا ہوتی جا رہی ہے اسرائیل میں اگر کوئی یہودی کسی غیر یہودی کو قتل کرے تو اسے گرفتار نہیں کیا جاتا اگر اسے گرفتار بھی کیا جاتا ہے تو سزا نہیں دی جاتی اقوام متحدہ کے ثالث برناڈوٹ کے قاتل کو آج تک نہیں پکڑا گیا حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اسے اس یہودی ٹولے کے لیڈر مہم بیگن نے قتل کیا تھا۔ جو اسرائیلی کابینہ کا ایک وزیر ہے۔ ۱۹۵۶ء میں کفر قاسم کے اسرائیلی دستہ نے انتہائی وحشیانہ طریق سے حملہ کر کے عرب شہریوں کی ایک جماعت کو شہید کیا تھا لیکن انہیں صرف ۵ سال سزائے قید کا حکم دے کر دو سال بعد رہا کر دیا گیا۔

الفتح کی سرگرمیوں کے پیش نظر مصر شام اور اردن کے عوام میں بھی اسی قسم کا ایک جذبہ متحرک ہو رہا ہے چنانچہ متحدہ عرب جمہوریہ بھی گوریلا جنگ کی طرف مائل ہوتا جا رہا ہے وہ بھی الفتح میں دلچسپی لے رہا ہے صدر ناصر نے نوجوانوں کو مسلح کرنے اور ان کی تائید کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ دوسری طرف شام کے صدر ڈاکٹر نورالدین العطاشی کی طرف سے عرب گوریلوں کو پوری تائید اور حمایت ملی ہے۔ اردن کا مغربی کنارہ اور لبنان کا جنوبی حصہ الفتح کے حریت پسندوں کے مسکن بن چکے ہیں، عرب مجاہدین کا کہنا ہے کہ

"فلسطین آگ اور خون کے ذریعہ چھینا گیا تھا اور آگ اور خون کے ذریعہ واپس لیا جائے گا"

مغرب کی تشویش

فلسطینی عوام کی جنگ آزادی کو دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک امن پسندی کی نظر سے دیکھ رہے ہیں ان کے خیال میں اسرائیل جارحیت کے مظاہرے کر رہا ہے اس لئے بیشتر یورپی ممالک بھی یکے بعد دیگرے اسرائیل کی تائید و حمایت سے دستبردار ہو رہے ہیں فرانس کے بعد ہالینڈ نے بھی عرب دوستی کی پالیسی اختیار کی۔

الفتح کی فوجی چھاپہ مار سرگرمیاں ایک زبردست طاقت بنتی جا رہی ہیں اور آنے والے ایام اس امر کی وضاحت کریں گی کہ ان سرفروشوں نے اسرائیل کا اتنا نقصان کیا ہے جتنا ۱۹۶۷ء کی معرکہ آرائی میں عربوں کا ہوا تھا پھر مقبوضہ عرب علاقوں کے عرب عوام میں اسرائیل کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات قوی ہو رہے ہیں اس سے ان عرب چھاپہ ماروں کو زبردست تقویت مل رہی ہے نیز انہیں عرب عوام اور حکومتوں کی طرف سے جو امداد مل رہی ہے وہ پہلے کبھی حاصل نہ ہو سکی تھی

حریت پسندوں کی سرگرمیاں نہ صرف اسرائیل اور مقبوضہ عرب علاقوں میں جاری ہیں بلکہ انہوں نے دنیا کے بیشتر ممالک میں اپنی تحریک شروع کر رکھی ہے ۲۳ جولائی ۱۹۶۸ء کو فلسطینی عرب مجاہدین نے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا جس نے پوری دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ تین فلسطینی مجاہدین نے روم کے ہوائی اڈے سے تل ابیب جانے والے ایک اسرائیلی جیٹ طیارے کو پرواز کے بیس منٹ بعد الجزائر کی طرف راستہ بدلنے پر مجبور کر دیا اور الجزائر پہنچنے کے بعد عوامی محاذ آزادی فلسطین نے الجزائری حکومت سے درخواست کی کہ وہ طیارہ کے یہودی عملہ کو ان فلسطینی مجاہدوں کے بدلے یرغمال کرے جنہیں غاصب اسرائیلی حکام نے عرب مقبوضہ علاقوں میں قید کر رکھا

ہے۔ اسرائیل میں اس واقعہ سے کھلبلی مچ گئی اور اس نے عرب ممالک اور خصوصاً الجزائر کو وارننگ دینے کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ سے بھی اپیل کی کہ وہ الجزائر سے بین الاقوامی قوانین کی پابندی کرائے اور اس کا جواب الجزائر کے صدر ہوری بومدین نے یہ دیا تھا کہ

"اسرائیل آج بین الاقوامی قوانین کی بےحرمتی کا رونا رو رہا ہے۔ اس نے خود بین الاقوامی قوانین کو تاراج کیا ہے ایسے قزاق ملک کی زبان سے قانون کی بےحرمتی کا ماتم کچھ زیب نہیں دیتا"

مجاہدین کا نیا قدم

عرب گوریلوں کی یہ تحریک ایک بہت زبردست اور اہم تبدیلی ہے جس نے عربوں کو جون ۱۹۶۷ء کی تباہی کے بھنور سے نکال کر پھر ایک مرتبہ منظم اور صف آرا کر دیا ہے۔ اب اس بات کا پورا امکان نظر آتا ہے کہ اسرائیلی تسلط کے خلاف ویت نام یا الجزائر جیسی آزادی کی لڑائی شروع ہو جائے ان چھاپہ ماروں نے دشمن کے اوسان خطا کر دیئے ہیں اور تل ابیب میں سراسیمگی پھیل گئی ہے۔

اس نئی صورت حال کے باعث فوجی برتری کا پلڑا عربوں کی جانب جھک گیا ہے اسرائیل پوری درندگی اور فریب کے ساتھ پھر حملہ کرے گا۔ اس صورت میں کیا ہو گا؟ اسرائیل کو پھر فتح ہو گی؟ عرب پھر ہار جائیں گے؟ وہ یورپ والے پرلے درجے کے بیوقوف ہیں...... جو احمقانہ خوش خیالیوں میں مبتلا ہیں، کیونکہ

بیت المقدس کے دو معاہدے

پہلا "امان نامہ" جو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عطا فرمایا
دوسرا معاہدۂ صلح جسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے تحریر کیا

:- ایک تاریخی دستاویز :-

۱۵ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمانوں نے شام کی فتح کے بعد بیت المقدس کا محاصرہ کیا۔ عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست کی اور یہ شرط رکھی کہ حضرت عمرؓ خود یہاں آئیں۔ اور معاہدۂ صلح ان کے ہاتھوں سے لکھا جائے۔ حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ملی تو وہ مدینہ سے روانہ ہو کر بیت المقدس پہنچے اور حسب ذیل معاہدہ صلح لکھا گیا۔

"یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے امیرالمومنین عمرؓ نے ایلیا (بیت المقدس) کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام مذہب والوں کے لئے ہے۔ اس طرح پر کہ ان کے گرجاؤں میں نہ سکونت کی جائے گی نہ وہ ڈھائے جائیں گے۔ نہ ان کو اور نہ ان کے احاطے کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا۔ نہ ان کی صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا۔ نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے۔ ایلیا والوں پر یہ فرض ہے کہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں اور چوروں کو نکال دیں۔ ان یونانیوں میں سے جو شہر سے نکلے گا اس کی جان اور مال کو امن ہے تاکہ وہ جائے پناہ میں پہنچ جائے اور جو ایلیا ہی میں رہنا اختیار کرلے تو اس کو بھی امن ہے اور اس کو جزیہ دینا ہوگا اور ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنی جان اور مال لے کر یونانیوں کے ساتھ چلا جانا چاہے تو ان کو اور ان کے گرجاؤں کو اور صلیبوں کو امن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جائے پناہ تک پہنچ جائیں اور جو کچھ تحریر میں ہے اس پر اللہ کا رسولؐ خدا کے خلفاء اور مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ یہ لوگ جزیہ مقررہ ادا کرتے رہیں۔ اس تحریر پر خالد بن ولیدؓ، عمرو بن العاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور معاویہؓ بن ابوسفیان گواہ ہیں۔ اور یہ ۱۵ھ میں لکھی گئی۔"

بیت المقدس کا دوسرا معاہدہ

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ حروف زریں سے لکھا جائے گا۔ انہوں نے بیت المقدس کو فتح کر کے اسلام اور مسلمانوں کی عظمت قائم کر دی۔ انہوں نے اپنے مربی سلطان نورالدین زنگی کی آرزو پوری کر دی۔ فتح یروشلم کے بعد سلطان نے بیت المقدس کی عزت و عظمت بڑھانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ انہوں نے تمام مساجد کی ضروری مرمت کرائی اور ایک فیاض و عالی ہمت مسلمان بادشاہ سے جس اہتمام کی امید ہو سکتی تھی اس سے بڑھ چڑھ کر کیا۔

فتح بیت المقدس کی خبر جب یورپ پہنچی تو ایک بار پھر صلیبی جنگ کا نعرہ بلند ہوا۔ سلطان صلاح الدین کی ہیبت و عظمت، فتح مندی اور ہتھیاروں کے رعب و خوف کا جس قدر مظاہرہ لندن میں ہوا ایسا کسی اور فاتح کا دنیا میں نہ کیا گیا۔ یورپ میں عشر صلاح الدین (SALADIN THE TENTH) کے نام سے ٹیکس قائم کر کے ایک دائمی یادگار تاریخی صفحات میں قائم کر دی۔ گبن لکھتا ہے:-

"سب سے زیادہ شریف اور مشہور یادگار ایک فاتح کی ناموری کی جو اس کی شان و ہیبت اور عظمت کو ظاہر کرتی ہو اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے نام سے کسی ملک میں ٹیکس مقرر کیا جائے۔ یہ شرف و فخر دنیا بھر میں صرف صلاح الدین کو حاصل ہوا ہے"

ایک اور مشہور مؤرخ رابسن رقمطراز ہے:-

"یہ ایک نہایت ہی عجیب واقعہ ہے کہ سلطان صلاح الدین کا رعب و خوف ایسا طاری ہوا کہ سلطان کے ایشیا میں ہونے پر ان کی دہشت تمام یورپ پر ایسی چھا گئی تھی کہ ان کے نام سے یورپ میں ٹیکس قائم کیا گیا۔ حالانکہ ایک زمانہ میں جب نپولین بونا پارٹ سے جنگ کرنے کے لئے روپیہ وصول کیا گیا تو ہم نے اس کا نام بونا پارٹ ٹیکس نہیں رکھا۔"

سلطان صلاح الدین ۱۱۳۷ء میں تکریت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام نجم الدین ایوب تھا۔ نورالدین زنگی کے عہد میں اپنے چچا اسعدالدین شیرکوہ کے ہمراہ مصر میں صلیبیوں کے خلاف برسرپیکار رہے۔ مصر کے عبیدی حکمران العاضد نے انہیں ملک الناصر کا لقب عطا کیا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یروشلم کی فتح اور تیسری صلیبی جنگ میں متحدہ یورپ

کی افواج سے معرکہ آرائی ہے ۱۱۹۳ء
میں سلطان نے وفات پائی اور دمشق
میں دفن کیے گئے۔ جب ان کا
آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے
علم بردار کو طلب کر کے کہا:
"تم میدانِ کارزار میں میرے
علمبردار رہے ہو آج میری
موت کے دن بھی تم ہی
میرا جھنڈا اٹھانا۔ یہ میرا
کفن لو اور ایک نیزے
پر لپیٹ کر دمشق کے
اطراف و اکناف میں پھرو
اور یہ ندا کرتے جاؤ کہ
دیکھو آج مشرق کا سب
سے بڑا بادشاہ مر رہا ہے
اور سوائے اس ذرا سے
کفن کے اپنے ساتھ قبر
میں کچھ نہیں لے جا رہا ہے۔"
لین پول لکھتا ہے کہ:-
"جب ہم سلطان کی ان
عنایات کا خیال کرتے ہیں جو
سلطان نے بیت المقدس کے
مغلوب و مفتوح عیسائیوں پر
کیں تو ہمیں اچانک وہ
وحشیانہ حرکات یاد آ جاتی
ہیں جو پہلے دور کے صلیبیوں
نے ۱۰۹۹ء میں یروشلم کی
فتح کے وقت وہاں کے
مسلمانوں کے ساتھ کی تھیں۔
جب اس دور کے ہیرو
گاڈ فرے اور ٹنکرڈ یروشلم کے
ان گلی کوچوں میں سے گذرے
تھے جو مسلمانوں کی نعشوں
سے اٹے پڑے تھے۔ یہ نعشیں
ان مسلمانوں کی تھیں جنہیں
صلیبیوں نے اپنے تیروں اور
نیزوں سے چھلنی کر دیا تھا
اور یہ وہ جگہ تھی جہاں
رحم و محبت کے واعظ حضرت
مسیح نے رحم و محبت کا وعظ
کیا تھا۔"

صلاح الدین ایوبی نے ہر طرح
کے تعیش، آرام و آسائش سے منہ
موڑ کر صرف اسلام کی سربلندی کے
لئے پانچ سال خیمہ کی زندگی بسر کی۔
کئی برس تک رات کو پوری نیند
نہیں سویا، وہ گرجتے طوفانوں، برستے
اولوں اور برف کی طرح ہواؤں میں
گھوڑوں کی پیٹھ پر دس دس بارہ بارہ
گھنٹے سوار رہتا۔ اس نے کبھی ایک
لمحہ کے لئے بھی محلوں کے خواب
نہ دیکھے، کبھی ایک لحظہ کے لئے
گھر کا آرام یاد نہ کیا۔ فتح یروشلم
سلطان کا ایک ایسا کارنامہ ہے جو
رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔

بقیہ: درسِ قرآن

صاحب وحی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس روشنی کے ماتحت
کتاب مجید کو دیکھے تو، قرآن مجید
کو دیکھنے والا، قرآن مجید کو پڑھنے
والا کسی دوسری ہدایت کا محتاج
نہیں ہو سکتا کیونکہ کتاب کامل اور
قرآن مبین صرف قرآن مجید ہی ہے۔
جب یہ کتاب قرآن مجید کامل
کتاب ہے، تو اس کتاب پر عمل
کرنے سے نجات ہو گی اور نہ عمل
کرنے سے تباہی اور بربادی ہو گی۔
چنانچہ جو لوگ دنیا میں منہ موڑیں گے
قرآن مجید سے، جو لوگ دنیا میں
اللہ کی وحی سے منہ موڑیں گے، حضور
کے زمانہ میں یا حضور کے زمانہ سے
پہلے جو انبیاء علیہم السلام گذر چکے
ہیں، اگرچہ دنیا میں انہوں نے بڑے
ہی کمالات حاصل کئے ہوں گے۔ لیکن
جب وحیٔ الٰہی کو چھوڑ دیا ہو گا تو
ان کا انجام خراب ہو گا اور وہ
پھر قیامت کے دن جب جہنم میں
جلیں گے تو کس بات کا اقرار کریں گے؟
کس بات پر افسوس کریں گے؟ وہ
کیا کہیں گے؟ لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ہ
کاش دنیا میں ہم بھی مسلمان ہوتے،
کاش ہم بھی دنیا میں اللہ کی بات
کو قبول کر لیتے۔ کاش ہماری بھی عملی
زندگی اس طرح ہوتی، جو زندگی تھی
اُن لوگوں کی جو اہل جنت ہیں۔
(باقی آئندہ)

بقیہ: عرب تحریکیں

نو آبادیاتی اقتدار کا دور ختم ہو چکا ہے
جہاں ایک زیادہ چالاک اور طاقتور سامراج
دم توڑ چکا ہے وہاں اسرائیل کس بل بوتے
پر اپنی کامیابی کی توقع رکھ سکتا ہے؟
عرب فدائیوں نے ۲۲ سال کی کس مپرسی
کے بعد اپنے وطن کی آزادی کے لئے
یہ قدم اٹھایا ہے ان کی حالت چند سال
قبل بڑی زار و نزار اور یاس انگیز تھی۔ لیکن
عرب افواج کی ترک تازیوں نے ان کے
دلوں میں امید کے دیئے جلا دیئے ہیں
تمام صحتمند مہاجرین ہزاروں کی تعداد
میں آنے والے جہاد کے لئے اپنا نام
درج کرا رہے ہیں۔ ان کی چھاپہ مار سرگرمیوں
میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔ مغربی
ممالک کے ہوائی اڈوں سے اسرائیلی جہازوں
کی آتش زدگی اور اغوا کے کئی واقعات
رونما ہو چکے ہیں۔
آج سے چند روز پہلے یکم جون ۱۹۷۰ء
کو فلسطینی فدائیوں کی دس بڑی چھاپہ مار
تنظیموں نے متفقہ طور پر ایک کمیٹی تشکیل
کی ہے جس کے سربراہ جناب یاسر عرفات ہیں
یہ کمیٹی ۲۵ ممبروں پر مشتمل ہے جس
میں ہر جماعت سے ممبر لئے گئے ہیں۔
جو اسرائیل کے خلاف مل کر کارروائی کریں
گے بلاشبہ آزادی فلسطین کی تنظیموں کا یہ
منصوبہ اپنی مثال آپ ہے وہ اسرائیل سے
لڑیں گے، ایک ہو کر لڑیں گے، اور پوری
بے جگری سے لڑیں گے وہ اسرائیل کو اس
کے اپنے تیز رفتار اور برق آسا حملے پر
دم نہ لینے دیں گے بلکہ دشمن کو ایک طویل
جنگ میں الجھنے پر مجبور کر دیں گے وہ
اصل فوجی حکمت عملی پر کاربند ہوں گے
جو دوسری عالمی جنگ میں اتحادیوں نے
جرمنی اور جاپان کے خلاف اختیار کی تھی۔

بحث و مذاکرہ قسط (۴)

مسئلہ ملکیتِ زمین کا اسلامی تجزیہ

کیا کمیونزم اسلام کا مقابلہ کر سکتا ہے؟

تحریر: جناب محمد مسعود صاحب

ہمیں عسرت قبول کرنے کی کبھی تعلیم نہیں دی گئی۔ نبی اکرمؐ کی تعلیم کا منشاء یہ تھا کہ ہمیں حالات کے نشیب و فراز کی پرواہ کئے بغیر مسلسل اور انتھک محنت کرنی چاہیئے۔ طبرانی کی مشہور حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے جو حضرت سیدہ عائشہ سے یوں مروی ہے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ ہمیں اپنا ناکامی کی حالت میں بھی کام جاری رکھنا چاہیئے۔ اپنی اور اپنے خاندان کی کفالت کے لئے ایمانداری سے اور سخت محنت سے روزی کمانے کو آپ نے جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا ہے۔ لیکن اب اس کی بجائے ہمارے معاشرے میں بے کار بھکاری اور دوسروں کی کمائی پر گزارہ کرنے والے پائے جاتے ہیں۔ ہم نے نبی آخرالزماں کی پسند و ناپسند کو بھلا دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ الفقر سوا دالوجہہ فی الدارین غربت کسی شخص کو دونوں جہانوں میں رسوا کرتی ہے اور اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جب سے ہم نے اسلام کے اس ابتدائی سماجی معاہدے سے منہ موڑا ہے۔ یہ رسوائی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ جس کے تحت مالدار اپنی ضروریات سے فاضل تمام مال ضرورت مندوں کو دینے کے پابند تھے۔ اور ضرورت مند اس بات کے پابند تھے کہ وہ اس وقت تک مالداروں کو تنگ نہیں کریں گے جب تک وہ اپنے وعدے پورے کرتے رہیں چند سال پہلے میں نے قاہرہ میں علماء کے ایک بڑے اجتماع میں یہی خیال پیش کیا تھا جسے خاصا سراہا گیا تھا۔ واقعہ کچھ یوں ہے۔

۱۹۵۰ء میں مجھے قاہرہ جانے کا موقع ملا وہاں شیخ الازہر سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے اپنی ملاقات میں ان سے سوال کیا کہ مسلمانوں کی اقتصادی پستی کی کیا وجہ ہے۔ مسلمانوں میں اس قدر غربت اور افلاس کیوں ہے؟ اور وہ اتنے لاچار کیوں ہیں ان تمام سوالوں کا شیخ نے ایک ہی جواب دیا وہ یہ کہ انہوں نے اسلام کو ترک کر دیا ہے۔ اس پر میں نے کہا ہمارے علماء بھی یہی کہتے رہے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کیوں ترک کر دیا۔" اس کے جواب میں شیخ نے کہا، اس لئے کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا ہے۔ جب میں نے پھر سوال کیا کہ انہوں نے قرآن کریم کو کیوں چھوڑ دیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور رسولؐ کو فراموش کر دیا ہے۔ شیخ کے اس جواب سے بھی میری تسلی نہ ہوئی اور میں مجبور ہو گیا اور اپنے محترم میزبان سے سوال کروں کہ آخر مسلمانوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو کیوں فراموش کر دیا۔ اس طرح مختلف حلقوں میں ہم نے بحث و تجسس کا یہ سلسلہ جاری رکھا اور بالآخر ممتاز مصری مفکر الاستاد احمد حسین نے جو وہاں موجود تھے۔ میری مدد کی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا خود میرے پاس اپنے سوالوں کا کوئی تسلی بخش جواب ہے؟ میں نے ان سے کہا اگر میرے پاس جواب ہوتا تو میں شیخ الازہر کو اتنی تکلیف کیوں دیتا پھر بھی میں اپنے سوالات کا جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ اس کا جواب ایک تقریر کی صورت میں دیں اور پھر چند روز بعد میں نے هَلْ يَسْتَطِيعُ السَّلام مقادمة الشيوعية کے موضوع پر ایک تقریر کی۔ میں نے اپنے سامعین کو بتایا کہ لوگ اسلام سے اس لئے شرمانے لگے ہیں کہ یہ ایک ایسے لوگوں کا گروہ بن گیا ہے جو غربت اور افلاس کے شکار ہو گئے ہیں۔ یہاں میں نے اپنے سماجی معاہدے کا نظریہ بھی پیش کیا جس کا ابھی میں نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ مجھے اس امر پر پورا یقین ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کے ساتھ سختی شروع کی تو انہوں نے یقیناً ایسا یہ سوچ کر کیا ہوگا کہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ کوئی اسلام کے سماجی معاہدے کو توڑنے نہ پائے۔ حضرت عمرؓ بھی اس معاہدے کو سماج میں پورے طور پر قائم و نافذ کرنے کی مسلسل کوشش میں لگے رہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے حضرت بلالؓ کو بھی ان کی اس زمین سے محروم کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہ کی جو انہیں حضور اکرمؐ نے وادی عقیق میں دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ سے زمین اس لئے واپس لے لی کہ انہوں نے اسے بیکار چھوڑ رکھا تھا۔ یہ سمجھنا محض سادگی ہے کہ حضرت عمرؓ کو ان کے ملازم نے محض ذاتی عناد کی بناء پر شہید کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ ثانی مالداروں کی سازش کے نتیجے میں شہید ہوئے اور وہ اس لئے کہ حضرت عمرؓ سماجی معاہدے کے تحت مالداروں کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں ان پر سختی کی روش کے قائل تھے۔ بعد میں مسلمانوں کی حکومت پھیلی انہیں وسیع علاقے پر قبضہ حاصل ہوا۔ اس کے نتیجے میں دولت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ پھر دولت پر سماجی معاہدے کی گرفت ڈھیلی ہوئی۔ اس کے نتیجے میں معاشرے میں بدعنوانی، اقربا پروری، رشوت ستانی اور دوسری برائیوں نے راہ پائی۔ یہ حضرت ابو ذر غفاریؓ کی آواز تھی جو ان چند لوگوں کے خلاف تھی۔ جن کے ہاتھ میں اقتدار تھا اور جو نفع اٹھا رہے تھے۔ اور انہوں نے ان کی برائیوں اور خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات سے منہ موڑنے کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ بہر حال ابو ذر غفاریؓ نے ان مسائل کو اٹھانے اور پھر انہیں حل کرنے میں پہل کی جو آج ہمارے دور میں بھی موجود ہیں۔ مختصراً وہ اسلامی مساوات کے قائل تھے اور اس کی تعلیم دیتے تھے۔

اس بحث میں جس امر پر روشنی ڈالنی مقصود ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو روزی کے لئے جو کچھ قدرتی وسائل مہیا کئے ہیں ان میں اس

زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کا برابر برابر حصہ ہے اور کوئی فرد اس کا مالک نہیں بن سکتا۔ اس سے یہ بات منطقی طور پر نکلتی ہے کہ پیداواری ذرائع اور روزگار کے ذرائع، جن سے لوگ اپنی روزی حاصل کرتے ہیں، اجتماعی ملکیت میں ہونے چاہئیں اور انفرادی ملکیت میں نہیں۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بار بار خود کو کائنات کے ہر ذی روح کا رازق قرار دیا ہے۔ بلکہ قرآن میں اسی بات کو اللہ تعالیٰ کے خالق کائنات ہونے کی دلیل کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور یہ بات قرآن کریم میں دو سو مرتبہ استعمال کی گئی ہے۔ ان میں تخلیق تسویہ تقدیر اور ہدایت کے الفاظ شامل ہیں اس ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس نے زمین سے انسان کے لئے خوراک فراہم کی جس میں تمام انسانوں کا برابر حصّہ ہے۔ یہی بات اس طرح بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس زمین میں پیدا کیا ہے وہ سب انسانوں کی ضرورت کے لئے ہے۔ اب اگر وہ لوگ؛ جو زمین کے وسائل پر اس طرح قابض ہیں کہ اپنی ضرورت سے زیادہ رزق حاصل کر لیں اور وہ دوسروں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں تو یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان سے فاضل دولت حاصل کر کے ان لوگوں میں تقسیم کر دے جو وسائل رزق سے محروم ہو گئے ہیں۔

رسولِ اکرمؐ انسان کامل تھے۔ جنہوں نے اپنے عمل سے اسلامی قوانین کو نافذ کیا۔ نہ انہوں نے اپنی ملکیت قائم کی اور نہ کوئی ترکہ چھوڑا اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اللہ میاں نے کبھی کسی مالدار آدمی کو نبی نہیں بنایا۔

رسولِ اکرمؐ نے انسانوں کے درمیان جس مساوات کو قائم کرنے پر زور دیا وہ صرف مسجد میں محدود نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اطلاق زندگی کے تمام شعبوں میں ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انسانوں کو مساوی مواقع حاصل ہونے چاہئیں اور اپنی محنت سے رزق حاصل کرنے کا سب کو مساوی حق حاصل ہے اور ہم سب معاشرے کی خوشحالی سہولتوں اور مسرتوں میں برابر کے شریک میں مساوات کا یہ تصور اسی وقت نافذالعمل ہو سکتا ہے جب ہم انصاف اور مساوات کے اصولوں پر مبنی ایک منظم معاشی نظام رائج کریں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں تمام اسلامی ممالک میں ذرائع پیداوار پر اتنا کنٹرول حاصل ہو کہ ہم انہیں سب کے فائدے کے لئے مساوی طور پر استعمال کر سکیں اور سرمایہ داروں زمینداروں اور ان کے ایجنٹوں کے طور کام کرنے والوں کے استحصال سے غریبوں مزدوروں اور کسانوں کو محفوظ رکھ سکیں۔ جب تک یہ نظام رائج ہے جس میں کچھ لوگ کوئی کام کئے بغیر عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور مشقت کئے بغیر منافع حاصل کرتے رہیں اور کچھ جانوروں کی طرح کام کرنے کے بعد بھی زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے محروم رہیں اس وقت تک مساوات کا اسلامی اصول نافذ نہیں ہو سکتا۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تمام انسانوں کو بڑھاپے، بیماری اور احتیاج کے خوف سے نجات دلانی ضروری ہے۔ انہیں ایک ایسے محافظ اور نگہداشت کرنے والے کی ضرورت ہے جو انہیں معذوری اور بے کاری کے موقع پر تحفظ دے سکے اور یہ محافظ مملکت کے سوا اور کون ہو سکتا ہے جو اپنے تمام شہریوں کی فلاح و بہبود کی ذمہ دار ہے۔

اس موقع پر مجھے اپنے ایک دوست کا واقعہ یاد آیا ہے۔ جس کی آمدنی بہت معمولی تھی۔ لیکن وہ کبھی دولت کے لئے فکر مند نہ تھا۔ وہ اپنی آمدنی کو فیاضی سے خرچ کرتا تھا اور لوگوں کی مدد کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے پوچھا کہ وُہ اتنا بے فکر کیوں ہے نہ اسے اپنے بڑھاپے اور بیماری کی فکر ہے، نہ وہ اپنے بچوں کے مستقبل کی طرف سے متفکر ہے۔ اُس نے جواب دیا میرے بچوں کی نانی بہت مالدار ہے اگر میں مر جاؤں تو وہ یقیناً ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کر لے گی اگر خدانخواستہ مجھے کوئی حادثہ پیش آ جائے تو وہ میری بھی نگہداشت کرے گی۔ اس لئے میں اپنی آمدنی سے لوگوں کی امداد کرتا ہوں۔ اسے نیک کاموں پر صرف کرتا ہوں۔ نہ مجھے اپنے بچوں کی فکر ہے نہ بڑھاپے اور نہ بیماری کا غم۔ اس کے جواب سے میں بہت متاثر ہُوا اور میں نے سوچا اگر کسی طرح ہماری ریاست سب شہریوں کی نانی بن جائے تو ہم سب کتنے سکھ چین سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

(راولپنڈی، اسلامی مجلس مذاکرہ میں پڑھا گیا)

مُراسلات

مدارس عربیہ کے متعلق غلط پروپیگنڈے کی تردید

مکرمی! تسلیمات! عرض ہے کہ ایک مقامی روزنامہ میں جامعہ مدینہ لاہور کے بارے میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس کا عنوان ہے "مسجد میں تشدد، گھیراؤ اور جلاؤ کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں یہ بات واضح کر دینی چاہتا ہوں کہ جامعہ مدینہ صرف اسلامی تعلیمات کا مرکز ہے۔ یہاں کسی قسم کا غیر مذہبی لٹریچر نہیں آتا۔ اوقات کار میں صبح سات بجے سے بارہ بجے تک قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ اور تجوید کے درس ہوتے ہیں۔ ایک سو ستر طلباء کی کثیر تعداد یہاں ہر وقت رہتی ہے ان کا قیام بھی یہاں ہے اور طعام بھی بذمہ جامعہ ہے۔ ان علاوہ حفظ و ناظرہ اور پرائمری کے بچے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد پانچ سو ہے۔ کل مدرسین کی تعداد تئیس ہے۔ جو صاحب بھی تحقیق کرنی چاہیں وہ کسی بھی وقت اوقات کار میں آکر اسباق سنیں۔ مدرسین کے پاس آکر بیٹھیں کھلی درسگاہ ہے اور ہر شخص کو اجازت ہے۔ یہ تحریر اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ حقیقت واضح کر دی جائے۔ جواب اور جواب الجواب کی بجائے ہم ہر شخص کو یہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ خود آکر دیکھ لیں۔ یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جامعہ کے فارم داخلہ کی دفعہ ۱۲ میں ہر طالب علم کے لئے سیاسیات اور جلسوں جلوسوں سے اجتناب کا معاہدہ تحریر ہے۔ اس پر ہر طالب علم سے دستخط لئے جاتے ہیں اور دفتر اہتمام کے باہر بھی بورڈ پر اس قسم کی ہدایات لگائی گئی ہیں۔ میاں محمد انور طلبہ کی صفوں میں اور اسی طرح اساتذہ میں آپس میں بہت محبت اور یگانگت ہے۔ کسی مدرس یا ملازم میں اہانت اور گستاخی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سب الزامات قطعاً بے بنیاد اور خلاف واقعہ ہیں۔ نیز بنگالی طلبا کے اخراج کا پروپیگنڈہ بھی سراسر بے بنیاد ہے۔ یہاں اس وقت تیس سے زائد بنگالی طلبہ زیر تعلیم ہیں۔

آخر میں میں اس سلسلہ میں اخبارات سے بھی یہ اپیل کروں گا کہ وہ دینی مدارس کے خلاف اس قسم کے گمراہ کن باتوں اور غلط بیانات و خبریں شائع کرنے سے گریز کریں تاکہ اسلامی تعلیمات کے مرکز مدارس عربیہ کو نقصان نہ پہنچے۔

(محمد یعقوب ناظم دفتر جامعہ مدینہ کریم پارک
راوی روڈ لاہور)

اسلامی شان وشوکت یہ جلوس؟

مکرمی ایڈیٹر صاحب! پہلے میں آپ کو اپنا مختصر تعارف کرا دوں۔ قصبہ شیر کوٹ ضلع بجنور یو۔ پی کا باشندہ تھا اور حضرت مفتی رحیم بخش صاحب شیرکوٹی رح کا نبیرہ جو حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رح کے ہمراہ فارغ علم تحصیل ہوئے تھے منگوری سلسلہ بیعت میں حضرت مخدوم المشائخ قاضی محمد اسماعیل نور اللہ مرقدہ کا خادم ہوں۔ میری عمر تقریباً ستر سال ہے۔ آپ سے ایک بات دریافت ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے ۸ ربیع الاول کے رسالہ خدام الدین میں جو اداریہ سپرد قلم کیا ہے کہ متحدہ ہندوستان کا مسلمان ۱۲ ربیع الاول کو غیر مسلموں پر اسلام کی شان و شوکت کا سکہ بٹھایا کرتے تھے۔ بریلی، دیوبند اور یہ تینوں ہندوستان میں ہیں۔ میں نے کبھی کہیں جلوس نکلتے نہیں دیکھے اور نہ جلوسوں کی بھرمار دیکھی جو کچھ دیکھا یہاں آکر دیکھا۔ میرا واسطہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور حضرت مدنی رح سے رہا ہے۔ آپ نے تحریر کریں کہ علماء دیوبند علماء اہل حدیث جلوس نکال کر اسلام کی شان و شوکت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ میں نے تو علماء بریلی کو صرف تقریریں کرتے سنا ہے۔ جلوس نکالتے کبھی نہیں دیکھا۔ میرے یہاں یعنی قصبہ شیرکوٹ میں بھی سب جماعتیں موجود ہیں۔ لیکن کسی کو جلوس نکالتے نہیں دیکھا۔ آپ نے پنجاب کا حوالہ دے کر اداریہ تحریر کرنا تھا نہ کہ متحدہ ہندوستان کا۔

(اللہ بخش بجنوری باغبانپورہ جدید گوجرانوالہ)

دینی محاذ میں شمولیت

انجمن خدام اسلام لائل پور نے پاکستان کی دینی سیاسی جماعتوں کے متحدہ دینی محاذ میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔ جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا غلام غوث ہزاروی کی موجودگی میں گزشتہ روز انجمن خدام اسلام کے جنرل سیکرٹری غلام محمد صابری نے متحدہ دینی محاذ سے انجمن کے الحاق کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اس فسق و فجور کے دور میں متحدہ دینی محاذ کی تشکیل بلاشبہ قابل صد ستائش ہے۔ مورخہ ۱۲ رمئی کو تشکیل محاذ کی خبر اہالیان پاکستان کے لئے نوید جانفزا سے کم نہیں اس نیک کام میں حصہ لینے والے علماء کرام و اکابرین دین قابل صد مبارکباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ ہم دین اسلام کی خدمت بدل و جان انجام دیں۔ "آمین"

خدا کا شکر ہے کہ ہم مولانا غلام غوث ہزاروی مدظلہ العالی کی موجودگی میں متحدہ دینی محاذ میں شمولیت کا اعلان کرتے ہیں ہم یقین دلاتے ہیں کہ اس دینی جنگ میں آپ کے قدم بقدم اور دوش بدوش لڑیں گے اور آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم دوسرے اہل سنت افراد اور جماعتوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اس دینی محاذ میں جوق در جوق شامل ہو کر دین و دنیا کی سعادت حاصل کریں۔

تعلیم قرآن شریف

انجمن حمایت اسلام لاہور اپنے مردانہ تعلیمی اداروں کالجوں اور سکولوں میں قرآن شریف با ترجمہ اور قرأت کے ساتھ پڑھانے کا انتظام پہلے ہی کر چکی ہے۔ اب اس سلسلہ میں انجمن کے زنانہ کالج اور سکولوں میں بھی ایسی ہی تعلیم دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا انجمن نے ہیڈ مسٹرس صاحبہ اسلامیہ گرلز ہائی سکول عظیم سٹریٹ برانڈرتھ روڈ لاہور کی زیر نگرانی مذکورہ سکول کی عمارت میں ایک ٹریننگ سنٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ سنٹر موسم گرما ۱۹۷۰ء کی تعطیلات ہوتے ہی کام شروع کر دے گا جس میں ایسی خواتین کو ٹریننگ دی جائے گی، جنہیں عربی زبان اور اسلامیات میں مہارت ہو۔ ایسی خواتین میں سے جو ملازمت کی اہل ثابت ہوں گی ان کو انجمن اپنے زنانہ ادارہ جات میں ملازمتیں دے گی خواہشمند خواتین اپنی اپنی درخواستیں صاحب آنریری سیکرٹری تعلیم انجمن حمایت اسلام برانڈرتھ روڈ لاہور کے نام ارسال کر دیں۔ دوران ٹریننگ کوئی فیس نہیں لی جائے گی اور نہ ہی کسی قسم کا الاؤنس دیا جائے گا۔ بیرون لاہور سے آنے والی خواتین کو رہائش کے لئے اپنا انتظام خود کرنا ہوگا اور وہ کسی قسم کے سفر خرچ کی حقدار نہ ہوں گی۔

(پیام شاہجہانپوری پبلسٹی آفیسر انجمن
حمایت اسلام لاہور)

بقیہ: صدر ناصر کی تقریر

آپ میری اسلامی اور عربی اخوت کی دعوت پر لبیک کہنے کو تیار ہیں؟

میرے لئے صرف اس پیغام کا پہنچا دینا ہی کفایت نہیں کرتا۔ اگرچہ حق تعالیٰ اس پر شاہد اور گواہ ہیں کہ میں نے یہ پیغام پہنچا دیا ہے بلکہ جب تک میری جان میں جان ہے میں اپنی پوری قوت اور عزم بالجزم کے ساتھ، پورے خلوص اور ان تھک محنت کے ساتھ اس پیغام کے ایک ایک لفظ کو عملی جامہ پہنا کر اسے ایک حقیقت کی صورت میں دیکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے رکھوں گا۔

"اے اللہ! میرے اس قول پر شاہد رہیے۔"

مرقات شرح مشکوٰۃ اور تفسیر روح المعانی

(کے نرخوں میں خاص رعایت)

یہ خصوصی رعایت لاہور میں "جمعیۃ علماء اسلام" کی ۲۶ر جون ۱۹۷۰ء کو شروع ہونیوالی "آئین شریعت کانفرنس" کے موقع پر ہی دی جائے گی۔ تفصیلی کوائف درج ذیل ہیں :-

مرقات شرح مشکوٰۃ عربی

گیارہ جلدوں میں مکمل طبع ہو چکی ہے۔
کاغذ بہترین آرٹ، طباعت عمدہ ٹائپ

پہلی جلد سے دسویں جلد تک غیر مجلد فی جلد عام قیمت	۵۰ — ۲۲
گیارھویں جلد	۰۰ — ۲۵
کامل گیارہ جلد غیر مجلد عام قیمت	۰۰ — ۲۵۰

تفسیر روح المعانی عربی

پہلی جلد اعلیٰ کاغذ غیر مجلد عام قیمت	۰۰ — ۲۰
" " سفید گلیز " "	۰۰ — ۱۶
دوسری جلد اعلیٰ کاغذ " "	۰۰ — ۱۸
" " سفید گلیز " "	۰۰ — ۱۴

کامل کتاب سولہ جلدوں میں طبع ہوگی۔

مکمل کتاب کی قیمت اعلیٰ کاغذ	۰۰ — ۳۰۰
" " سفید گلیز "	۰۰ — ۳۵۰

(ابتدائی جلدیں کم رہ گئی ہیں) اگر کتاب مجلد درکار ہو تو ۳/۵۰ روپے فی جلد مزید شامل فرمائیں۔

لاہور میں "آئین شریعت کانفرنس" کی ایمان افروز اور پرمسرت تقریب پر تشریف لانیوالے حضرات مذکورہ بالا عام قیمتوں میں خاص رعایت سے فائدہ اٹھائیں

لاہور میں خاص رعایت ملنے کے پتے

(۱) شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور۔ ۲۔ جلسہ گاہ "آئین شریعت کانفرنس" لاہور

المشتہر

مکتبہ امدادیہ، ٹی، بی ہسپتال روڈ، ملتان

6939

مطبوعات ادارہ حکمۃ اسلامیہ لاہور

انقلابی سلسلۂ تفسیر قرآن از حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

قرآنی دستور انقلاب	تفسیر سورہ مزمل و مدثر	۳/۰۰
قرآنی عنوان انقلاب	" " فتح	۲/۰۰
قرآنی جنگ انقلاب	" " محمد	۱/۵۰
قرآنی اساس انقلاب	" " فاتحہ	۱/۷۵
قرآنی اصول انقلاب	" " عصر	۵۰ پیسے
قرآنی فکر انقلاب	" " اخلاص و معوذتین	۷۵ پیسے
محمودیہ مع اردو ترجمہ عبیدیہ		۲/۲۵
ارتفاقات معاشیہ یعنی امام ولی اللہ دہلویؒ کا فلسفہ عمرانیات و معاشیات		۳/۵۰

ملنے کا پتہ : مکتبہ خدام الدین، اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

موجد دوا تبخیر معدہ خاندانی معالج حکیم محمد یونس دہلوی الحکیم منزل ۶۸ چیمبرلین روڈ لاہور نزد چوک نسبت روڈ

ایک سنہری موقع

(صرف ایک ماہ کے لئے)

ایک لاجواب بے مثال روح پرور سیٹ

۱۔ قرآنی مقبول دعائیں	ہدیہ بلا جلد	۶/-	مجلد اعلیٰ ۸/۲۵
۲۔ تحفہ درود و سلام مع زیارت خیر الانامؐ	"	۳/-	" ۵/۲۵
۳۔ تحفہ اسم اعظم	"	۲/-	" ۴/۲۵
۴۔ تحفہ اخلاق محمدیؐ	"	۳/۵۰	" ۵/۷۵
۵۔ تحفہ جہاد	"	۳/۵۰	" ۵/۷۵
۶۔ تحفہ گنہگاراں	"	۱/۷۵	" ۴/-
		۱۹/۷۵	۳۳/۲۵

رعائتی قیمت مکمل سیٹ بلا جلد ۱۵/- ، مجلد اعلیٰ ۲۸/-
نادار حضرات سے صرف دس روپے۔

مندرجہ کتابوں میں سے ہر کتاب کے نام سے اسکی اہمیت کا اندازہ ایک سمجھدار انسان لگا سکتا ہے مگر جب تک ان کتابوں کا مطالعہ نہ کیا جائے انکی افادیت و جامعیت کا صحیح اور پورا اندازہ لگانا مشکل ہے اسلئے ہر پڑھے لکھے سمجھدار دیندار مسلمان مرد و عورت بچے ضروری ہے کہ اس "لاجواب بے مثال روح پرور سیٹ" کی ایک جلد اپنے گھر میں رکھے اور اس سے اپنی دینی پیاس بجھاتا رہے۔ ادارہ ہذا رفاہ عام کی خاطر ۹۴۲ صفحات پر مشتمل چھ معیاری کتابوں کے مکمل سیٹ کو خریدار کے لئے خصوصی رعایت کے علاوہ "تحفہ شب معراج" ہدیہ ۲ روپے کی ایک جلد مزید پیشکش کر رہا ہے اس سنہری موقع سے جلد فائدہ اٹھائیے، محصول ڈاک بذمہ خریدار

— ملنے کا پتہ —

ادارہ تحائف اسلامیہ سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

(6936)

عرق النسا یا لنگڑی کا درد

یہ ایک موذی مرض ہے جسمیں ساری ٹانگ میں درد ہوتا ہے مریض لنگڑا کر چلتا ہے۔
ایک صاحب لکھتے ہیں کہ اس مرض میں پانچ سال مبتلا رہا۔ ہزاروں روپے خرچ کئے لیکن آج گولی سے مجھے آرام ہوا۔ مکمل کورس۔ چھ روپے

الحاج حکیم محمد عبداللہ فاضل طب جراحت پاپڑ منڈی شاہ عالمی لاہور فون ۶۵۰۹۰

دمہ، کالی کھانسی، نزلہ، ٹی بی، تبخیر معدہ، بواسیر پرانی پیچش، خارش، ذیابیطس، جنون، مالیخولیا، فالج، لقوہ، رعشہ، جسمانی اعصابی کمزوری کا شرطیہ علاج کرائیے

لقمان حکیم حافظ محمد طیب

متصل دہلی دواخانہ رجسٹرڈ ۱۹ ایکلسن روڈ لاہور ٹیلیفون ۶۵۵۶۷
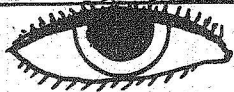
موتیا روک

موتیا روک — موتیا بند کا بلا اپریشن علاج
موتیا روک — دھند، جالا اور ککروں کیلئے بیحد مفید
موتیا روک — بینائی کو تیز کرتا ہے چشمہ کی ضرورت نہیں رہنے دیتا
موتیا روک — آنکھ کے ہر مرض کے لئے مفید ہے۔

بیت الحکمت، لوہاری منڈی، لاہور

خدام الدین میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

جس مسلمان کے دل میں حُبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو وہ کسی بھی فتنے کا شکار نہیں ہو سکتا
اس محبت کو پائدار کرنے اور اس میں اضافہ کرنے کے لئے

کا مطالعہ فرمائیے جس کے متعلق حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ اعظم مولانا خیر محمد صاحب زید مجدہم کا ارشاد ہے کہ :
"اس کتاب کے مطالعہ سے احقر اپنے قلب میں حُبِ نبویؐ کا اضافہ محسوس کرتا ہے۔"

بار پنجم آفسٹ اعلیٰ کاغذ قیمت ۳/- روپے ۲ روپے علیحدہ ، محصول ڈاک خلاف۔

ملنے کا پتہ : دار الارشاد کیمبلپور

فولادی

جسم میں جتنا چاہیں خون بھر لیں۔ کمی خون، ضعف جگر، ضعف معدہ اور طاقت کیلئے ایک بہترین ٹانک ہے

معدی

تبخیر معدہ، سوء مزاج معدہ، قبض دائمی کیلئے بہترین دوائی ہے
ہر اسٹاکسٹ سے طلب فرمائیں :

دہلی دواخانہ رجسٹرڈ، بیرون لوہاری انارکلی۔ لاہور

محمد سلیم ضیاء لاہور

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

نام محمد۔ اور لقب جلال الدین تھا۔ لیکن مولانا رومی کے نام سے مشہور ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ ۶۰۴ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ بہاؤالدین سے پائی۔ ادب وفقہ اور تفسیر وحدیث میں اتنا کمال حاصل کیا۔ کہ لوگ مشکل مسئلوں اکثر ان کی طرف رجوع کرتے علم وفضل کا یہ عالم تھا۔ کہ ان کے عہد کے جید علماء بھی اُن سے ملاقات کرنے میں فخر سمجھتے۔

مولانا جب تک تصوف کے دائرے میں نہیں آئے تھے۔ ان کی زندگی عالمانہ جاہ و جلال کی شان رکھتی تھی۔ جب ان کی سواری نکلتی تو امراء اور طلباء کا ایک گروہ ہمرکاب ہوتا تھا۔ لیکن جب درویشی اختیار کی تو ریاضت اور مجاہدہ حد سے بڑھ گیا۔ کسی نے ان کو شب خوابی کے لباس میں نہیں دیکھا۔ بچھونا اور تکیہ بالکل نہیں ہوتا تھا۔ اکثر روزہ سے رہتے۔

اتنے فیاض تھے۔ کہ کوئی سائل سوال کرتا۔ تو عبا یا کرتہ، جو کچھ بدن پر ہوتا۔ اتار کر دے دیتے اس لحاظ سے کرتہ، عبا کی طرح، آگے سے کھلا ہوتا تھا۔ تاکہ اتارنے میں زحمت نہ ہو۔

نہایت درجہ کے بے تکلف اور خاکسار تھے۔ ایک دفعہ بازار میں جا رہے تھے۔ لڑکوں نے دیکھا تو ہاتھ چومنے کے لئے آگے بڑھے۔ مولانا کھڑے ہو گئے۔ لڑکے ہر طرف سے آتے۔ اور ہاتھ چومتے جاتے۔ مولانا بھی دلداری کے لئے اُن کے ہاتھ چومتے ایک لڑکا کسی کام میں مشغول تھا اس نے کہا مولانا ذرا ٹھہریئے! میں کام سے فارغ ہو لوں۔ مولانا اس وقت تک وہیں کھڑے رہے۔ کہ لڑکا فارغ ہو کر آیا۔ اور دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔

ایک دفعہ مریدوں کے ساتھ راہ میں جا رہے تھے۔ ایک تنگ گلی میں ایک کتا سو رہا تھا۔ جس سے راستہ رک گیا تھا۔ مولانا وہیں رک گئے۔ اور دیر تک کھڑے رہے۔ ایک شخص اُدھر سے آ رہا تھا۔ اسے نے کتے کو ہٹایا مولانا آزردہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ ناحق اُس کو تکلیف دی

ایک دفعہ دو شخص آپس میں سرِ راہ لڑ رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ اس میں سے ایک نے کہا۔ تو ایک کہے گا تو دس سنے گا۔ اتفاق سے مولانا کا اُدھر سے گزر ہوا۔ انہوں نے اس شخص سے فرمایا کہ بھائی جو کچھ کہنا ہے۔ مجھ کو کہہ لو۔ مجھ کو اگر ایک ہزار کہو گے تو ایک بھی نہ سنو گے۔ دونوں مولانا کے پاؤں پر گر پڑے اور آپس میں صلح کر لی۔

ایک دفعہ ایک امیر نے معذرت کی کہ اشتغال سے فرصت نہیں ہوتی۔ اس لئے کم حاضر ہو سکتا ہوں معاف فرمائیگا فرمایا۔ معذرت کی ضرورت نہیں میں آنے کی نسبت نہ آنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہوں۔

ایک دفعہ حمام میں گئے۔ اور فوراً باہر نکل آئے۔ لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا کہ میں اندر گیا تو حمامی نے ایک شخص کو، جو پہلے سے نہا رہا تھا میری خاطر سے ہٹانا چاہا۔ اس لئے میں باہر چلا آیا۔

آپ کی تصنیفات میں خطوط کا مجموعہ ایک "دیوان" جس میں پچاس ہزار شعر ہیں اور "مثنوی" (جس کے اشعار کی مجموعی تعداد ۲۶۶۶ ہے) مشہور ہیں۔

مثنوی ہی حقیقت میں وہ کتاب ہے جس نے مولانا کے نام کو آج تک زندہ رکھا۔ جو قبول خاطر اس کتاب کو حاصل ہے۔ دنیا کی ادبیات میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

مولانا کے دو فرزند تھے۔ علاؤالدین محمد سلطان ولد۔ سلطان ولد ہی خلف الرشید تھے۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں جب زلزلہ آیا۔ تو مسلسل چالیس دن رہا۔ تمام لوگ حیران و پریشان تھے۔ آخر مولانا کے پاس آئے۔ کہ یہ کیا۔ بلائے آسمانی ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ (زمین) بھوکی ہے لقمہ تر چاہتی ہے۔ انشاء اللہ کامیاب ہو گی۔

چند روز کے بعد مزاج ناساز ہوا بیماری کی خبر عام ہوئی۔ تو تمام شہر عیادت کے لئے آیا۔ مرض میں کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر جمادی الثانی ۶۷۲ھ میں یک شنبہ کے دن غروب آفتاب کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔ قاضی سراج الدین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

عزیز بچو! اگر تم بھی چاہتے ہو کہ مولانا جیسے بڑے آدمی بنو۔ تو علم حاصل کرو۔ خدا کی عبادت کرو۔ ہر وہ کام کرو۔ جس سے خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہوں اور اس کام سے باز رہو۔ جس سے منع کیا گیا ہے۔ پھر کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ انشاء اللہ

حمد الٰہی

حبیب الرحمٰن اشرف جامعہ مدنیہ لاہور

ہمارے خدا کا نہیں ہے نظیر
وہی ہے علیٰ کل شئی قدیر
وہ ستّار و غفّار و جبّار ہے
وہی ہے یقیناً سمیع و بصیر
اُسی کو خبر ذرے ذرے کی ہے
نہیں اُس سا کوئی علیم و خبیر
اُسی کے ہیں سارے امیر و گدا
ہیں محتاج اس کے صغیر و کبیر
یہ مخلوق کی رہبری کے لئے
اُسی نے ہیں بھیجے بشیر و نذیر
نہیں ملک سے اس کے خارج کوئی
ہے قبضے میں اس کے قلیل و کثیر
خدا کی اطاعت جو کرتے نہیں
وہ ہوگا یقیناً ذلیل و حقیر
جو اُس کی اطاعت کرے گا یہاں
وہ عقبیٰ میں پائے گا خیر کثیر
ستاؤ کسی کو نہ اشرف کبھی
اسی میں ہے مضمر رضائے قدیر

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون
نمبر ۶۷۵۴۵

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
ششماہی	..	۶
"	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
بحری جہاز	"	۱۵
ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
بحری	..	

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری 19321/G مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C - 236 - 2481 مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری 9/39 - 697 - 2 - 9 - DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر 2 - 40/GM - 5210 مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء